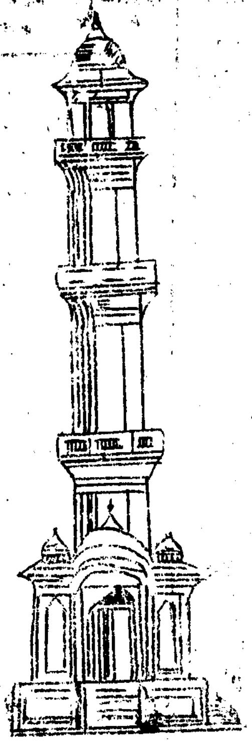


اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گونہ باز گر آں فی چہار دیوار قادیان ہمی | دو واہمی شفا ہمی غرض دار الامان ہمی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ر (۲) خواص معززین سے ۲۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگوں سے

نمبر ۳۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

جدید الہامات اور رؤیا

الہام ۱۰ نومبر ۱۹۰۶ء رؤیا۔ دیکھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں۔ اور کسی طرف جا رہا ہوں۔ جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی۔ تو میں واپس آگیا اور میرے ساتھ عورتیں بھی ہیں۔ واپس آتے ہوئے دیکھتا ہوں گرد و غبار کے سبب بہت سی تاریکی ہو گئی۔ اور گھوڑے کی باگ کو ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ چند قدم چل کر روشنی ہو گئی۔ آگے دیکھا ایک بڑا چبوترہ ہے اس پر اتر پڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں۔ انہوں نے شور مولوی عبدالکریم آگئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آرہے ہیں ہم نے مصافحہ کیا۔ اور السلام علیکم کہا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے دی۔ اور کہا کہ بشپ جو پادریوں کا افسر ہے۔ وہ بھی اس سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اس طرح جیسا کہ خرگوش ہوتا ہے بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی نالی کے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے جس سے وہ قلم بغیر محنت کے با آسانی چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا کہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہو گا میں مولوی صاحب کو دیدوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہو گئی۔

تعبیر۔ عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور خدا نے قرآن شریف میں اس امت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم کی تشبیہ دی ہے۔ اور قلم سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کرے کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔ واللہ اعلم۔

الہام ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَآ اَوْ مِثْلِہَا۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ۔ کسی نشان کو ہم منسوخ نہیں کرتے یا فراموش نہیں کرتے۔ مگر اس سے بہتر نشان عطا کرتے ہیں۔ تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور گویا میں کسی کو کہتا ہوں لَا تَخَفْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔

اور کشفی نظر میں ایک نواب میرے سامنے آیا۔ اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

اے سیف اپنا رخ پھیر لے۔ جسکی نسبت یہ تفہیم ہوئی۔ کہ اس کے بعض شرکاء خاندان جو اس سے تنازع کرتے ہیں کسی وقت اس پر غالب آجائینگے۔ اور سیف سے مراد غلبہ ہے۔

چند روز کا الہام

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا۔

عید کی تقریب آ گئی ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پھر موقع ملا ہے کہ عید کی تقریب عید پر توجہ دلاؤں۔ سلسلہ کی ادبیات کی تاریخ میں سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کا نام اس مبارک کام کی ابتدائی تحریک ہمیشہ یادگار کے طور پر رہ جائے گی جو اس نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی نصرت اور اعانت کے لئے کئی سال ہوئے عملی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کی۔ اور وہ تحریک اب ایسی تحریک نہیں رہی کہ جماعت اس سے بے خبر ہو۔ البتہ یہ سچ ہے کہ ابھی تک پورے اہتمام اور سعی بلیغ سے اس تحریک پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ ورنہ حضرت ایک عید فنڈ ہی مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات کو کافی ہو جاوے۔ کیونکہ جس حال میں جماعت کی تعداد تین لاکھ سے متجاوز ہے اور اگر بچوں اور نادار لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا جاوے۔ اور پچیس ہزار ہی ایسے احباب تجویز کئے جاویں۔ جو اس تقریب مبارک پر ایک ایک روپیہ دے دیں تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ عید کی تقریب پر پچاس ہزار روپیہ جمع ہو جاوے جو یا اس مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات کیلئے کافی ہو کر وہیں سال کے اندر مدرسہ کی ایک شاندار عمارت کے بنا دینے کیلئے کافی ہو۔ اور اس کیلئے کسی ... کی حاجت ہرگز نہ پڑے اور جہاں تک ... خیال کرتا ہوں چندہ دینے والے ... بشرطیکہ پورے طور پر تحریک اور ... کے ... کے ... اس تحریک کو اپنے سابق سال کی نسبت زیادہ کامیابی ہوتی ہے لیکن آرزو یہ ہے کہ پورے طور پر کامیاب کرنے کی عام اور متفق کوشش شروع کی جاوے تاکہ اس اہم قومی ضرورت کی راہ میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ جدید مدرسہ کیلئے ایک بڑی وسیع عمارت کا سوال مجلس ناظم التعلیم کے سامنے ہے اور اسے فکر ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کیلئے انتظام کیا جاوے۔ مدرسہ میں جدید استادوں کی الگ ضرورت ہے جن کی وجہ سے اگر کچھ نہیں تو دو سو روپیہ ماہوار کا زائد خرچ بڑھ جائیگا اور یہ مستقل خرچ ہو گا۔ بورڈنگ کیلئے عمارت کا وسیع کرنا لازمی ہو گیا ہے اس لئے کہ لڑکے آ رہے ہیں۔

ان تمام امور کو مدنظر رکھکر یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ آئندہ سال کا مدرسہ کا بجٹ نئی عمارت کے سوال کا چھوڑ کر بھی شاید بیس یا تیس ہزار سالانہ تک پہونچے۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ اسکا انتظام ابھی سے شروع ہو۔ اور اس کیلئے سردست یہ عید کی تقریب آئی ہے اگر اس پر مدرسہ کی ناظم التعلیم کمیٹی کے پاس کم از کم دس بارہ ہزار روپیہ بھی آ جاوے تو امید ہو سکتی ہے کہ اگلی عید پر پھر ایسی ہی رقم آ جاوے۔ بہرحال میرا منشاء اس تحریک سے یہ ہے کہ عید فنڈ کو پوری مستعدی سے وصول کیا جاوے اور ایسا ہی مساکین کے لئے عید الفطر کا صدقہ بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ اسی تحریک کے ضمن میں میں یہ بھی یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جاڑے کے موسم کی وجہ سے مساکین۔ یتامیٰ اور ان طالب علموں کیلئے جو حضرت حکیم الامۃ کے پاس صرف **دینیات** کی تحصیل کر رہے ہیں گرم کپڑوں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے کپڑے یا نقد جیسا کچھ کسی سے بن سکے وہ بھی اس موقع پر ضرور بھیجا جاوے۔

اور کل روپیہ مدرسہ کے متعلق **امین مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہئے۔**

عید فنڈ کو کامیاب بنانے کیلئے میرے خیال میں یہ بھی ایک سہل تجویز ہے کہ اگر ایک ہزار آدمی اپنا یہ عہد کر لیں کہ وہ اس موقع پر دس دس روپیہ جمع کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے بھیجیں گے تو تقسیم کام کی وجہ سے اصل مطلب آسانی سے پورا ہو جاوے۔

بہرحال قومی ضرورتوں کے پیش کر دینا اور ان کے پورا کرنے کی تجویز اپنی سمجھ کے موافق بتا دینا الحکم کا فرض ہے اس میں **قبولیت** کا اثر ڈالدینا اب مولا کریم کے فضل پر موقوف ہے۔ خدا کرے کہ قوم اس ضرورت کو محسوس کرے اور اس کیلئے مستعد طبیعتیں ابھی سے کام کرنا شروع کر دیں۔ (آمین)

خریداران الحکم کو اطلاع

اخبار کی موجودہ سائز کا کاغذ چونکہ پنجاب میں بہت کم خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے آتا بھی ہے اور سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ کی جسقدر کمیابی ہوئی ہے وہ کوئی مخفی اور پوشیدہ امر نہیں۔ اس اثر سے آپکا تاچیز خادم الحکم بھی خالی نہیں۔ پہلے بھی میں ناظرین کو اطلاع دے چکا ہوں کہ الحکم کے بعض سرپرستوں کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ شروع سال سے الحکم کی تقطیع وہی خوبصورت اصلی تقطیع ہو گی جس پر برابر کئی سال تک چھپتا رہا ہے۔ چھپوائی اور کتابت کا نقص بھی پہلے کی نسبت رفع ہو چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے اور بھی اصلاح کی امید ہے۔ جیسا کہ ناظرین معلوم کر چکے ہیں۔ میں نے چھپوائی کی عمدگی اور بروقت اشاعت کی خاطر یہ تجویز کر لی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مشین منگوا لی جاوے اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ وقت رفع ہو جائیگی۔

میں خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں۔ جہانتک ہو سکے گا۔ **الحکم اگلے سال سے عین اپنے وقت پر شائع ہوا کرے گا۔** میں نے اس کا انشاء اللہ پورا انتظام کر لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ الحکم کے وہ سرپرست اور مربی جنہیں الحکم کے ساتھ ہمیشہ خاص محبت رہی ہے اس موقع پر اس امر کی طرف خاص توجہ کریں گے کہ اس کی توسیع اشاعت کے لئے سعی کریں اور ناظرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ الحکم کا مالی سال ہمیشہ دسمبر سے شروع ہوا کرتا ہے۔

اور ۴۔ دسمبر کا الحکم خریداران کے نام **عموماً وصولی قیمت کے لئے وی پی کیا جاتا ہے اور آئندہ کیلئے بقایا کے تقاضاؤں سے نجات پانے** اور الحکم کی راہ میں اس طرح پر آ جانے **والی مشکلات سے مخلصی کے لئے ضروری امر ہے کہ بدون وصولی ماہ کے قیمت کسی کے نام الحکم جاری نہ کیا جاوے۔ اس لئے جو صاحب کسی وجہ سے اس قاعدہ کی پابندی نہ کر سکیں وہ اطلاع دیدیں۔**

ہاں جو احباب ہمیشہ سے خریدار ہیں اور وقت مقررہ پر قیمت ادا کرتے، وہ مستثنیٰ ہیں جن احباب کے نام کا پرچہ ہر سال وی پی جاتا ہے مطلع رہیں کوئی الگ اطلاع اب نہیں دی جائے گی۔

والسلام یعقوب علی عفی عنہ

اعلان

کاغذ کے نہ آنے کی وجوہات کی بنا پر الحکم نہیں شائع ہو سکا ور ایسی ہی ... نومبر ۱۹۰۶ء ... منیجر

تازہ الہامات

۱۵۔ نومبر ۱۹۰۶ء بوقت سیر فرمایا۔ رات چونکہ ستائیسویں تھی۔ اور اس کی قدر کا بھی ظن ہوتا ہے میں نے سمجھا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں شاید پھر یہ رات نصیب ہو یا نہ ہو میں اٹھا اور نماز پڑھکر دعا کی۔ تو یہ الہام ہوئے۔

(۱) قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنا دے بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے
(۲) کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔
(۳) تیری دعا قبول کی گئی۔

فرمایا۔ کمترین سے مراد کوئی شریر یا مخالف ہو گا۔ مگر ہمارے لئے تو تیسرا الہام عمدہ مقولہ ہے۔

اصل میں یہ تینوں پیشگوئیاں ہیں۔ خواہ ایک شخص کیلئے ہوں یا تین شخصوں کیلئے۔

نہایت ضروری اور قابل توجہ اطلاع

جو رقمیں مجھکو بھیجی جاتی ہیں یا میرے نام ارسال کیجاتی ہیں انکی باقاعدہ رسیدیں رسالہ تعلیم الاسلام میں شائع کی جاتی ہیں اگر کسی رقم کی رسید رسالہ میں شائع نہ ہو تو وہ جلد دفتر سکرٹری کو ... اطلاع دے۔ پہلے اس ... رسید نہ پہنچنے پر اطلاع نہیں دی اور ... کرنے سے ایک صاحب نے دس روپیہ جو مجھ ... اس رقم کی رسید ... سولہ ماہ کے بعد ... طلب کی ... کہ ... ایک شخص نے مجھ سے قرضہ لیا اور وہ رقم قرضہ لینے والے ایسی طرح پہنچی کہ مدرسہ میں جمع ہو گئی اور جب میں نے روپیہ طلب کیا تو اس کو سخت ابتلا پیش آیا کیونکہ اس نے خیال کیا کہ میں نے دوبارہ روپیہ طلب کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو صاحب کوئی رقم مجھے دیں یا بھیجے اول تو اس کی پوری تفصیل دے دوسرے اس کی رسید رسالہ تعلیم الاسلام میں دیکھ لیا کرے۔ نورالدین

بقایا دار توجہ کریں

پیسہ اخبار اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرتد

اتفاقاً پیسہ اخبار مورخہ ۲۷ ر اکتوبر پر میری نظر سے گذری اسمیں ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کا بھی مضمون درج تھا جسمیں حضرت امامنا ومرشدنا جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو اور آپ کے خادماں کو گالیاں دیکر انہوں نے اپنا دل خوش کیا ہوا تھا۔ اگرچہ اس مضمون میں کوئی ایسی بات نہیں جو قابل التفات ہو اور ضروری نہ تھا کہ اس مضمون پر جو پراز گندگی ہے توجہ کیجاوے کیونکہ جب سے اس نے ایک مامور من اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی ہے یہی شیوہ اختیار کیا ہوا ہے کہ تحریرات اور تقریرات میں سوائے جناب مرزا صاحب کی مخالفت اور دشنام دہی کے اور کچھ اسکو کام نہیں۔ ہمارے لئے یہ خدا کا حکم ایسے شخص کے واسطے کافی ہے۔ واعرض عن الجاھلین۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا بڑا دعوی ہے کہ میرے رسالہ جات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال کا جواب کسی احمدی سے بن نہ پڑا نہ جواب ہو سکیگا جو ایک عجیب دعوے ہے اور اپنے منہ میاں مٹھو بننا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب یا تو اس طرف سے جو جواب ہوتا ہے دیکھتے ہی نہیں یا دوسری آنکھ ہی نہیں رکھتے کہ جس سے ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مضامین نظر آسکیں۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے رسالہ جات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال فضول گوئی سے پر ہیں اور ذرا معقولیت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اسلئے ضرورت نہ تھی کہ ان کا جواب دیا جاتا پھر بھی کئی احمدی برادران نے ڈاکٹر صاحب کی فضول تحریرات کا جواب دیا جو ایک عاقل کے لئے کافی تھا اور اب [illegible] مکرمی منشی ظفر احمد صاحب نے ایک دندان [illegible] جواب دیا ہے جو اخبار بدر میں چھپ رہا ہے۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کی قرآن دانی بھی ظاہر ہو جاوے گی اب اس مضمون کو پڑھکر بھی اگر وہ نہ سمجھیں تو پھر اس کو خدا سمجھے یا وجود ان جوابوں کے ڈاکٹر صاحب وہی مرغی کی ایک ٹانگ اور اڑاتے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی امیرانہ حالت پر ڈاکٹر صاحب [illegible] مرزا صاحب [illegible] اباؤ اجداد سے امیر ہیں [illegible] امیر

آپ کے چندہ دینے کے متعلق جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے ہی فیصلہ کر دیا جو نیائی آپ نے قیمت اخبار بدر کے بقیہ دینے میں کی ہے یہ قیاسی چندہ لنگر خانہ اور چندہ مدرسہ میں کی ہوگی۔

اسلام کی خدمت جو حضرت مرزا صاحب نے کی اور کر رہے ہیں اسکو کیا موافقین اور کیا مخالفین سب ہی مانتے ہیں دماغ کی صحت کے ساتھ ہر ایک کو ماننا ہی پڑتا ہے۔ یورپ اور امریکہ والے بھی بول اٹھے اور ہر طرف سے آمنا کی صدا بلند ہوئی مگر جس کا دماغ صحیح نہ ہو اگر وہ نہ مانے تو نہ مانے پاگل کی بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ پر آپ نے بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ پہلے تو آپ نے یہ بتلایا ہوتا کہ آپ نے براہین احمدیہ کی قیمت پر کتنے کتنے خرچ کئے یا اخبار بدر کے پانچ روپیہ کیطرح یہ بھی گپ ہی گپ ہے میرے خیال میں تو براہین احمدیہ آپنے بھی مفت اڑائی کیونکہ براہین احمدیہ کا بہت حصہ مفت ہی تقسیم ہوا ہے اور بعید نہیں کہ آپ نے اپنی پہلی حالت ظاہر کر کے مفت لینے کی درخواست کی ہو جو منظور ہوئی ہو اگر کوئی ایک خریج کیا ہے تو لکھ بھیجیں کتاب واپس کریں اور قیمت لے لیویں حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار شائع کر دیا تھا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکھنا چاہے یا اس کو کوئی اعتراض ہو تو وہ کتاب واپس کر کے قیمت لے سکتا ہے سو جس کے پاس براہین احمدیہ تھی اور اس نے قیمت واپس لینی چاہی اس کو قیمت دی گئی اب اگر کوئی باقی ہوتا تو قیمت کا مطالبہ کرتا مگر مخالفونکی وہی مجنونانہ بڑ برابر چلی جاتی ہے۔ مدعی سست گواہ چست۔ آپ چار پانچ فیصدی کی تعداد گھر بیٹھے نہیں ہسپتال میں بیٹھکر بنالی کچھ ثبوت ہی دیا ہوتا یا کسی کا نام ہی لکھا ہوتا ورنہ ایسی بے ثبوت بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ کے اکثر خریدار تو اس قسم کے تھے کہ چند لوگوں کے پاس پہلی جلد پہنچی گئی جنہوں نے نہ قیمت دی اور نہ کتاب واپس کی تم کو خود اس سے اقبال ہے کسی احمدی کو اپنی کتابونکی قیمت واپس دیکر ہی یہ گپ اڑائی ہوتی ایک نے قیمت مانگی تو آپکے ہوش اڑ گئے اور گالیوں پر اتر آئے۔ بازاری لوگ ماں باپ اور مرشد کی گالیاں دیا کرتے ہیں اب جو کوئی حضرت مرزا صاحب کا مرید ہوئے تو آپ جناب مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں یہ عجیب طریقہ ہے۔ آپ رہ رہ کر حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں حضرت ممدوح کا تو یہ جواب ہے ؎

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگونکو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

مگر آپ کی وہی بات ہے کھسیانی کتیا کھمبی میں بیاہی ٹکڑا و کھایا دوڑ دوڑ آئی۔ جواب تو آپ سے کچھ بنتا نہیں گالیوں پر اتر آتے ہیں۔

آپ اور ہزاروں روپیہ اشاعت اسلام کے واسطے خرچ کرتے ہنوز دلی دور است۔ تم کو اسلام سے کیا غرض جبکہ تم کو مسلمانوں کے پیشوا اور ہادی برحق جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی کچھ دکار نہیں پھر تم میں اور اسلام میں دوزخ اور بہشت کا فرق ہے۔

میرے چچا صاحب منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پور نے اس کو باطن کو ایک خط لکھا تھا جو الحکم ۲۴ ر جولائی میں بھی شائع ہو چکا ہے اور نہایت نرمی اور تہذیب کے ساتھ اس ناپاک طبع انسان کو بتلایا تھا کہ تم کبھی کچھ لکھتے ہو اور کبھی کچھ یہ تلون مزاجی اچھی نہیں پہلے مولویوں پر گالیوں کی بھرمار تھی۔ تو اب احمدیوں پر گالیوں کی بوچھاڑ ہے اس کو کسیقدر کھولکر لیکن نہایت اختصار کے ساتھ انکی تالیفات سے ہی ثابت کر دیا تھا اور اخیر میں لکھا تھا کہ ایسی حالت میں میں آپ کی تالیفات اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا اس لئے کتب ذیل جو اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپ سے خریدی ہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں تفسیر الذکر الحکیم نمبر ۴۔ رسالہ اعصائے مخصوصہ کل قیمت ان کتابونکی للعہ ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا نہ چاہیں اور واپس نہ کرنا دیانتداری سمجھیں تو آپ کو اختیار ہے)

چنانچہ کتابیں بذریعہ ریلوے پارسل واپس کر دیگئی تھیں اب ڈاکٹر صاحب پہلے بھی تو ایسے ہوئے جس کا سر پیر پہلے آدمی جھوٹ بولا تو اسقدر کہ جسقدر نمک میں آٹا۔ آپ لکھتے ہیں کہ گویا کتابیں بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ ہوئیں۔ بھلا انہوں نے کب لکھا تھا کہ بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کرتا ہوں۔ کیا اس تحریر کا جو اوپر لکھی گئی ہے اور الحکم میں چھپ بھی چکی ہے یہ ہی معنے ہیں۔ اسی پر آپ نے اعتراض کرتے ہوئے گالیاں بھی دینی شروع کر دی ہیں۔ آپ کی سمجھ پر قربان ہونا چاہیے اسی پر ملہم ہونے کا دعوے ہے کہیے تو بتلائیں کہ ایسا جھوٹ بولنا کس کی سفلگی اور بے حیائی ہے۔

بیشک حضرت مرزا صاحب نے صحابہ کرام رضہ کی مثال اپنے مریدوں میں پیش کرتے ہیں اور آپ اس کو پسند نہیں کرتے۔ اور کیوں پسند کرتے جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی آپ کے نزدیک ضروری نہیں تو اب صحابہ رضہ کی مثال آپ کو کیوں پسند ہوگی۔ اب آپ چوروں اور ڈاکوؤں۔ اور رشوت ستان لوگونکی مثال پیش کریں۔ طاعون کے دنوں میں آپکا دورہ آپ کو یاد ہوگا جس نے دیا ہی کا بھلا ہوگیا۔ صحابہ رضہ بیشک ہمارے لئے مثال ہیں اور ان کے قدم بقدم چلنا ہم اپنے لئے باعث فلاح سمجھتے ہیں۔ فقط

راقم حافظ محبوب الرحمن احمدی از حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ

پتہ بتادو

ایک نوجوان لڑکا عبد اللہ نام عمر ۱۷ یا ۱۸ سال اچھا قد گندم گون چہرہ صاف ہے سر پر رومی ٹوپی ہے اور لٹھہ کی قمیص اور پتلون اور پمپ شو یا رق جوتا پہنے ہوئے ہے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں پڑھتا ہے مڈل تک تعلیم یافتہ ہے گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے اس لڑکے کے والدین غریب ہیں اور باپ ضعیف ہے۔ قادیان ہی کا رہنے والا ہے جس بھائی کو پتہ ملے اپنے پاس ٹھہرا اور دفتر الحکم میں اطلاع دے لڑکا بھلا مانس اور نیک چلن ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

شہادت غیر

کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو کلام ایسا
کہ جو کوئی تمسے کرتا تمھیں ناگوار ہوتا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نام سے مذہبی و علمی دنیا بخوبی واقف ہوچکی ہے اور آپکا شہرہ ہندوستان کی چار دیواری سے نکلکر چار دانگ عالم میں پھیل چکا ہے۔ عام خیال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح معہ جسم زندہ آسمان پر چلے گئے اور آخر زمانہ میں وہی آسمان سے اونرینگے اور وہی مسیح موعود ہیں لیکن مرزا صاحب اسکے خلاف یہ فرماتے ہیں کہ وہ مسیح علیہ السلام جو نبی اسرائیل میں نبی ہوکر تشریف لائے تھے فوت ہوگئے اور آنیوالا مسیح اسی امت کا ایک فرد ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کا خطاب عطا فرمایا ہے اور وہ مسیح موعود میں ہوں۔ اس دعوے میں دو امر بحث طلب معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ آیا حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں یا فی الحقیقت فوت ہوگئے دوسرے یہ کہ آیا مسیح موعود ہونے کی قابلیت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہے یا نہیں ترتیب کے لحاظ سے پہلے بحث امر اول یعنی حیات و وفات حضرت مسیح میں ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر حیات مسیح ثابت ہو جائے تو پھر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن اگر حیات ثابت نہو بلکہ وفات بپایہ ثبوت پہونچ جائے تو پھر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ یوں تو ہمارے علما نے اس مسئلہ میں بڑی تو تو میں میں کی بہت سے رسالہ اور کتابیں لکھیں لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سیدھی اور صاف طریقہ کو چھوڑ کر اس معاملہ میں ایسی عجیب عجیب کاروائیوں سے کام لیا ہے جنھوں نے طالبان تحقیق کو حیرت میں ڈالدیا۔ ایک مولویصاحب فرماتے ہیں مرزا کو معجزات انبیاء سے انکار ہے دوسرے لکھتے ہیں وہ تو وجود ملائکہ [illegible] منکر ہے تیسرے مظہر ہیں ؟ تو حشر و نشر دوزخ [illegible] وغیرہ کو بھی نہیں مانتا چوتھے رقمطراز ہیں کہ آنحضرت [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا بھی تو اسے تسلیم نہیں بلکہ وہ تو آنحضرت اور اہلبیت آنحضرت کو گالیاں دیتا اور تمام انبیاء کی سخت توہین

کرتا ہے۔ خدا کی فرزند ہونیکا مدعی ہے بلکہ اپنے آپ کو خدا کا باپ بتاتا ہے نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات لیکن جب مرزا صاحب کی وہ کتابیں دیکھی جائیں جنکا مولوی صاحبان کی حالت پر رحم بھی آتا ہے اور غیظ بھی۔ ایک مولویصاحب اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ مرزا نے حضرت عیسے کی نبوت سے قطعی انکار کیا ہے وہ کہتا ہے کہ عیسے کی نبوت پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قایم ہیں لیکن جب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۳ جسکا حوالہ مولویصاحب نے دیا تھا دیکھا گیا تو اسکی عبارت کا مفہوم یہ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے نبوت حضرت عیسے کا کہیں بھی انکار نہیں کیا بلکہ جا بجا اقرار کیا ہے۔ ہان یہہ البتہ لکھا ہے کہ قرآن شریف کو اگر علیحدہ کر لیا جائے تو پھر حضرت مسیح کی نبوت پر کوئی دلیل قایم نہیں ہوتی جس کا بہت کہلا ہوا مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف سے تو حضرت مسیح کی نبوت ثابت ہے۔ ہاں کسی اور ذریعہ سے ثابت نہیں پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا قرآن شریف کو ایک باطل کتاب بتاتا اور کہتا ہے کہ قرآن ایک جہوٹی کتاب ہے جسمیں تو اسمیں مسیح کا نبی ہونا تسلیم کیا گیا ہے لیکن جب مرزا صاحب کی کتاب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۳ دیکھا جاوے تو یہہ مضمون ملتا ہے کہ یہ قرآن شریف کا احسان ہے کہ حضرت مسیح کے نبی ہونیکا اقرار کر دیا اور اسی وجہ سے ہم انپر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہین اور برگزیدہ ہیں اور اُن تمام تہمتوں سے معصوم ہیں جو اُن پر اور اونکی ماں پر لگائی گئی ہین۔ العجب ثم العجب مرزا صاحب تو یہہ لکھیں کہ ہم حضرت مسیح پر ایمان لائے وہ سچے نبی تھے اور ہم اُن کو ان تمام تہمتوں سے جو انپر اور ان کی ماں پر لگائی گئی ہین معصوم سمجھتے ہین مگر مولویصاحب فرمائیں کہ مرزا تو حضرت عیسے کی نبوت کا قطعی منکر ہے وہ تو ان کو ماں بہن کی گالیاں دیتا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے کہ عیسے کو شیطانی الہام ہوا کرتے تھے لیکن جب کتاب دیکھی جائے تو یہہ مضمون ملیگا کہ انجیل میں تو یہہ لکھا ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوا کرتے تھے مگر اسلام کی حدیثوں میں آپ کی یہ صفات لکھی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے شیطان سے آپ کو محفوظ رکھا کبھی آپنے شیطان کی پیروی نہیں کی ایک یہودا اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہو گئے تھے لیکن جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتنا نہیں آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے خبیث ہیں وہ

لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہین۔

اب مولویصاحبان کا تو وہ ارشاد ہے اور مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اسی قسم کے نہ ایک دو بلکہ صدہا ہزارہا اعتراض ہیں جو مولوی صاحبان کی طرف سے کئے جاتے ہیں کاش ایسے اعتراضوں سے تو خاموشی ہی اختیار کی جاتی تاکہ حضرات مولویصاحبان اتہام سازی کی گناہ سے محفوظ رہتے

اگرچہ ہمکو مرزا صاحب سے کسی قسم کا تعلق و واسطہ نہیں ہے۔

تاہم مولویصاحبان کی ان خلاف دیانت و امانت کارروائیوں کو ہمنے ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا ہے کہ ہمارے خیال مین ہر منصف مزاج و اعتدال پسند انسان خواہ وہ مرزا صاحب کے دعوی کا کیسا ہی مخالف کیوں نہو اس قسم کی بیہودہ اور نامعقول حرکتوں کو تو کبھی پسند نہ کرے گا۔

یہ حرکتیں جسقدر لایق نفرت و قابل کراہیت ہین ظاہر ہی ہے لیکن ابھی حال میں پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کاٹنے کی جو تازہ مثال قایم کی گئی ہے وہ تو روہی دینے کے قابل ہے۔ ناظرین اسے ملاحظہ فرمائیں اور پھر سوچیں کہ جوش نفسانیت و تعصب نے ہمارے علماء کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ مرزا صاحب کے ایک مرید تھے ڈاکٹر عبد الحکیم خان ابھی کچھہ تہوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ وہ مرزا صاحب سے پھر گئے ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جسکو حیرت کی نظر سے دیکھا جاتا نہ یہ کوئی ایسا امر تھا جس سے مرزا صاحب کے سچے یا جہوٹے ہونیکا نتیجہ نکالا جائے مگر مولویصاحبان کو اس سے کیا غرض۔ انہوں نے بلا تامل کہنا شروع کر دیا کہ چونکہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے اسلئے اب مرزا کے کاذب ہونے میں کچھہ بھی شک نہیں رہا اگر مرزا کاذب نہوتا تو عبد الحکیم خان اس سے کیوں پھر جاتے اور چونکہ وہ پھر گئے لہذا مرزا کاذب ہے۔ یہہ خلاصہ ہے مولوی صاحبان کے اُن خیالات کا جو اس معاملہ میں انہوں نے ظاہر کئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مولوی صاحبان نے مرزا صاحب کے جہٹلانیکے واسطے یہ قاعدہ تو گھڑ لیا کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے لیکن یہ نہ دیکھا کہ یہ قاعدہ مرزا صاحب کو لوگوں کی نظر میں جہوٹا بنا سکے یا نہ بنا سکے مگر اسلام کا قلع قمع ضرور کئے دیتا ہے اسلئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت سے مریدان سے پھر حضرت عیسے علیہ السلام کے اکثر حواری مرتد ہوگئے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض بدبختوں اور بد قسمتوں نے روگردانی کی اب اگر مولویصاحب کے فرمانیکے مطابق مرید

کے مرتد ہو جانیکو پیر کے کاذب ہونیکی دلیل مانا جائے تو پھر ساتھہ ہی سارے انبیا کو بھی جہوٹا ماننا پڑیگا معاذ اللہ من ذالک۔ مولویصاحبان نے بظاہر تو صرف مرزا صاحب کے جہٹلانیکے واسطے یہہ قاعدہ گھڑا لیکن فی الحقیقت مخالفین اسلام کے ہاتھ میں ایک تیز حربہ دیدیا ہے کہ جب جی چاہے اسلام پر چلائیں اور مسلمانوں کو ناقابل برداشت نقصان پہونچائیں مثلاً اگر کوئی شخص مخالفین اسلام میں سے مولوی صاحبان کے قاعدہ کا حوالہ دیکر یہہ کہے کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی نہیں کیونکہ اونکے اکثر مرید اُن سے منحرف ہو گئے تھے پھر وہ یہ کہے کہ مسلمان حضرت عیسے کو نبی مانتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز ہرگز نبی نہیں تھے کیونکہ ان کے حواری ہی اکثر مرتد ہوئے تھے۔ پھر وہ مولوی صاحب کا وہی قاعدہ باواز بلند لوگوں کو سنا کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کا ہی انکار کرے اور کہے کہ وہ سچے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں جب کہ مسلمانوں کے مولوی صاحبان صاف اقرار کر چکے ہیں کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونے کی قطعی دلیل ہے اور مسلمانوں ہی کی کتابوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان کے نبی سے بھی بہت سے لوگ مرتد ہوئے ہین اور اسی پر اکتفا نہ کرے وہ زمانہ گذشتہ کے ساتھ زمانہ حال کے مرتدین کی ایک لمبی فہرست بھی مولوی صاحب کے آگے رکھے اور مولوی صاحب سے کہے کہ حضرت مولوی صاحب مسیلمہ کو تو آپ جانتے ہی ہونگے اور عبد اللہ سے بھی آپ بخوبی واقف ہونگے اور اگر کہیں بھول گئے ہوں تو پادری عماد الدین پادری صفدر علی پادری حسام الدین پادری احسان اللہ کو تو غالباً نہ بھولے ہونگے اور اگر ان کو بھی فراموش کر گئے ہوں تو ڈاکٹر احمد شاہ شائق حافظ احمد مسیح ماسٹر عبد الغفور کو تو نہ بھولے ہونگے پھر وہ خوب جتا کر بلکہ مولوی صاحب کا شانہ ہلا کر کہے کہ حضرت مولوی صاحب اول الذکر دو شخص ان لوگوں میں سے ہین جو آپکے نبی کے زمانے میں مرتد ہوئے تھے مسیلمہ وہ جسنے نہ صرف یہ کہ اسلام سے روگردانی کی بلکہ نبوت کا دعوی بھی کیا تھا اور عبد اللہ وہ جو نبی عربی کی وحی لکھنے کی معزز عہدے پر مامور تھا باقی لوگ آپکے ہمعصر ہین جو اسی زمانہ میں وقتاً فوقتاً مرتد ہوئے آخر الذکر تین آدمی تو بہت ہی تہوڑا زمانہ ہوا کہ اسلام سے روکش ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر سید احمد شاہ نے مذہب عیسوی اختیار کر لیا اور اسلام کی رد میں کتاب امہات مومنین لکھی۔ حافظ احمد مسیح بھی عیسائی ہوا اس نے بھی کئی کتابیں تصنیف کیں اور علماء دہلی کو چیلنج

مباہلہ کے۔ لئے بھی بار بار للکارا عبد الغفور اسلام چھوڑ کر آریہ بنا اور دھرمپال کے نام سے مشہور ہوکر ترک اسلام اور تہذیب الاسلام دو کتابیں تصنیف کیں۔ پس ایحضرت مولوی صاحب جب آپ کے نبی کے پیرو اونکی وفات کے بعد بھی مرتد ہوئے اور خاص اونکے زمانہ حیات مین بھی تو پھر آپ کو اونکی نبوت سے انکار کر دینے اور اسلام کو خیر باد کہکر کسی اور گھر کی راہ لینے مین کیا پس وپیش بس ہو چکی نماز مصلے اوٹھا لیجئے۔ اسلئے کہ آپ خود بھی تو یہ تسلیم فرما چکے ہین بلکہ آپ ہی اس قاعدہ کے موجد ہیں۔ کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے اور آپ تو ایک ہی مرید کے مرتد ہو جانے پر پیر کے کاذب ہونیکا نتیجہ نکالتے تھے مگر آپ کے نبی کے تو بہت سے مرید مرتد ہوگئے پھر نال کیسا مسجد کو سلام کیجئے اور گرجے یا مندر کی راہ لیجئے۔

اب سوچنا چاہیئے کہ مولوی صاحب کیطرف سے جواب ہونے نہونے کا تو چندان خیال نہین اسلئے کہ اونکو تو اپنی زبان سے ملزم بنے اور پھر ڈھٹائی سے تو تو مین مین کرنیکی عادت ہو گئی ہے وہ تو موقع بموقع جو چاہینگے فرماتے چلے جاینگے لیکن خیال جو کچھہ ہے وہ ان عوام اہل اسلام کا جو بیعلمی و نادانی کیوجہ سے مولوی صاحب کی اس قاعدہ کو صحیح تسلیم کر چکے ہون انپر اس تقریر کا کیا اثر ہوگا اور جب وہ ایک طرف یہ دیکھینگے کہ ہمارے جبہ پوش و عمامہ بند مولوی صاحبان یہ بیان فرما چکے ہیں کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکا ثبوت ہے اور دوسری طرف اونکو یہ معلوم ہوگا کہ انبیا علیہم السلام اور پھر خاتم النبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بلا شبہ و شک لوگ مرتد ہوئے ہیں تو وہ کس نتیجہ پر پہونچینگے اور اونکے دل پر کیا گزرے گی مولوی صاحبان مرزا صاحب کے جھٹلانے اور کاذب ٹھیرانے کو تائید اسلام قرار دیتے ہین لیکن یہ تو خوب ہی تائید اسلام ہے جو اسلام کی جڑھ ہی کاٹے دیتی ہے خدا ان مولویون کی حالت پر رحم فرمائے اور ان کو ہوش دے یہ تو حد سے گزر گئے جو نفس تعصب میں جا و بیجا کچھہ نہین دیکھتے بس کفر کا فتویٰ دینا جانتے ہیں ان کو ذراسی بات پر مخالف کیلئے تل جانیسے غرض خواہ اس مخالفت سے اسلام کو ضرر ہی کیون نہ پہونچتا ہوان کو اپنے مخالف پر اعتراض جڑ دینے سے سروکار۔ خواہ وہ اعتراض کیسا ہی لچر اور پوچ کیون نہو ان کو نکتہ چینی سے مطلب خواہ اس نکتہ چینی کی زد ان کے کسی مسلم بزرگ پر ہی کیون

نہ پڑتی ہو ان کو اپنی مخالف کی قول کی تردید سے کام خواہ وہ قول کیسا ہی مخالف قرآن و حدیث کیون نہو وہ کچھہ نہین دیکھتی کہ ہمارے قول کا نتیجہ کیا ہوگا وہ ذرا بھی نہین سوچتے کہ جو کچھہ ہم کہہ رہے ہین اس سے کہین ہمارے مسلمات پر پانی تو نہین پھرا جاتا اسلام کو نفع پہونچے یا نقصان ان کا مدعا تو یہ ہے کہ کسی طرح ہمارے مخالف سے لوگ بھڑک جائیں کسی ولی یا نبی کی تکذیب لازم آجائے تو بلا سے آجائے مگر وہ چاہتے ہین کہ ہمارا مخالف اعتراضوں کی بھرمار سے نہ بچنے پائے۔ انہوں نے اس قسم کی کارروائیوں کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھہ رکھا ہے وہ جانتے ہین کہ جھوٹے الزام لگا کر ہم اپنے کسی مخالف پر فتح پا جاینگے حالانکہ ان نامعقول حرکتوں سے کسی کو بھی کامیابی حاصل ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے ہمیشہ ایسی حرکتون کا انجام ذلت و رسوائی ہوا ہے الغرض کون کہتا ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے کی تردید نہ کی جائے جو علما مرزا صاحب کو حق پر نہیں سمجھتے ان کا تو باعتبار علماء دین و پیشوائے ملت ہونے کے فرض منصبی ہی یہی ہے کہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ کی تردید کرین اور عوام اہل اسلام کو مرزا صاحب کا دعویٰ قبول کرنے سے باز رکھنے میں مساعی ہون لیکن یہ فرض عقلی و نقلی دلائل پیش کرکے اور پند و نصیحت سے ادا کرنا ہونا چاہیئے نہ کہ لغو الزامات لگا کر اور تہمت و افترا باندھ کر یا بیہودہ قواعد تراش کر اس مین شک نہین کہ اس قسم کی کارروائیون سے ابتدا میں عوام کو مرزا صاحب کی طرف سے نفرت و بیزاری پیدا ہو جاتی ہے اور جب وہ مولوی صاحبان کا یہ بیان پڑھتے ہین کہ مرزا صاحب نے پیغمبرون کو گالیان دی ہین آنحضرت اور اہل بیت آنحضرت صلعم کی سخت توہین کی ہے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور پھر خدا کا باپ لکھا ہے تو جوش کا ایک دریا ان کے دلوں مین موجین مارنے لگتا ہے لیکن جیسے جیسے لوگون کو یہ معلوم ہوتا جاتا ہے کہ یہ سراسر اتہام ہیں جو تعصب اور جوش نفسانیت کیوجہ سے لگائے گئے ویسے ویسے لوگ بجائے مرزا صاحب سے متنفر ہونے کے حضرات مولوی صاحبان سے بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ کیسی افسوس کی بات ہے کہ اتہام لگانے کیوجہ سے گنہگار اور خدا کے مجرم بھی بنتے ہین اور پھر جس غرض سے یہ حرکت گوارا کرتے ہیں وہ غرض بھی حاصل نہین ہوتی جس شخص سے ہم کو اختلاف ہو اس کی تردید کرنیکا حق

تو ہم کو ضرور حاصل ہے لیکن کیا ہم اس پر جھوٹے الزام لگانے اور اسکی عبارتون کا اسکے منشا کے خلاف مطلب بیان کرنیکے بھی مجاز ہین اور کیا ہمکو یہ بھی لازم ہے کہ اسکی تردید کی غرض سے ہم ایسے کلمات زبان سے نکالین جنسے ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب لازم آتی ہو استغفر اللہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اگر ہم خدانخواستہ ایسا کرین تو ہم سے زیادہ بد قسمت و بدبخت اور کون ہو سکتا ہے کاش حد سے متجاوز ہو کر افراط و تفریط کی راہ اختیار کر لینے والے ایک سنجیدہ اور حق پسند دل لیکر ہماری اس تحریر پر غور فرمائیں ہمنے جو کچھ لکھا ہے وہ کسیکی تائید و تردید کے خیال سے ہرگز نہیں لکھا بلکہ محض اسوجہ سے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ جھوٹے الزام لگانا سخت نامعقول حرکت ہے اور پھر کوئی ایسا کلمہ زبان سے کہنا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی توہین لازم آتی ہو اس سے بھی زیادہ نامعقول و باعث روسیاہی ہر دو عالم مولوی صاحبان کی تو تو مین مین اور اونکی خلاف انصاف کارروائیان تو ہم مدت سے دیکھہ رہے ہیں مگر ہم نے کبھی دخل نہین دیا لیکن یہ پچھلی کارروائی دیکھکر ہم سے ضبط نہو سکا اور ضبط ہوتا کیونکر مولوی صاحب کے اس قاعدہ کی رو سے تو مسلمانوں پر وہ الزام قایم ہوتا ہے جسکا کوئی جواب نہین ہو سکتا۔ اگر مولوی صاحب کا یہ قاعدہ صحیح ہے کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے تو پھر مسلمانوں کیواسطے اس سے زیادہ ماتم کی اور کونسی بات ہو سکتی ہے کہ انکے نبی کے پیرو بھی مرتد ہوئے لیکن ہم پکار کر کہتے ہیں کہ یہ مولوی صاحب کی من گھڑت ہے جسکی حقیقت مین کوئی اصلیت نہیں ہے اور مرید کا پھر جانا ہرگز ہرگز مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل نہین۔ نہ عقلاً اور نہ نقلاً بدبخت و بد سرشت مرید ہمیشہ انبیاء مقدس و راستباز مرشدون سے مرتد ہوتے رہے ہین اگر انکے ارتداد کو کسی مقدس کے کاذب ہونیکا ثبوت سمجھا جائے تو پھر کسی ایک نبی کا صادق ثابت کرنا بھی محال قطعی ہو جائیگا چونکہ مولوی صاحب کا یہ قاعدہ عقل و نقل کے بالکل ہی خلاف ہے اور اس سے تمام نبیوں اور سردار انبیا کا (نعوذ باللہ) جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اسلئے ہم اس سے بہ تمام تر صفائی نفرت و بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور چونکہ ہمکو ایسے الفاظ نہین ملتے جنکے ذریعہ سے ہم اپنی نفرت و بیزاری کا جیسا کہ چاہیئے اظہار کر سکین اسلئے ہم اپنے اخبار کے ناظرین سے ملتجی ہیں کہ جو الفاظ اونکی نظر مین اظہار نفرت کیلئے۔ زیادہ سے زیادہ مناسب معلوم ہون وہ ہی ہماری طرف سے بھی تصور فرمائیں۔ ایسے قاعدہ سے جسکا عقل و نقل دونوں سے کوئی ثبوت نہو۔ نفرت! نفرت!! نفرت!!!

ایسے قاعدہ پر جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ کی ذات بابرکات پر زد پڑتی ہو لعنت! لعنت!! لعنت!!! ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ ہمکو نہ جناب مرزا صاحب سے ...... کچھہ مطلب ہے نہ اونکے دعوے، کچھہ سروکار ہمنے جو کچھہ لکھا ہے اظہار حقیقت الامر کی غرض سے اور مخلوق خدا کو مغالطہ سے بچانے کیواسطے لکھا ہے لیکن اگر کوئی صاحب اس سچے اور بلا رو رعایت بیان سے جھلا کر ہمکو بھی کوئی خطاب عطا فرماوین یعنے قادیانی کافر یا مرزائی ملحد کہنا شروع کر دین یا یہ فتویٰ صادر فرمادین کہ ایڈیٹر یونین گزٹ سے تماشہ کے طور پر بھی بات کرنا اپنی ماں کے ساتھہ ستر ہزار بار زنا کرنیسے زیادہ سخت ہے تو ہمکو اس کی بھی مطلق پرواہ نہین کیونکہ ہمنے جو کچھہ لکھا ہے وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی خیال سے لکھا ہے اسپر اگر ہمکو کافر کہا جائیگا تو ہم اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھینگے۔ سب سے آخر ہم بہ نگاہ افسوس اس مضمون کو ختم کرتے ہین کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب جنکی ہم تحریرات آجکل بڑی آفرین کر رہے ہیں اور ہمارے بعض معاصرین نے جنکے مضامین کو بڑی خوشی سے شایع کیا ہے ایک نہایت ہی خطرناک آدمی ہیں ہمیشہ ان کی عجیب و غریب تحریرون کو پڑہا ہے اور انکے رسالہ کا دو صفحہ بہت ہی غور سے دیکھا ہے جسمیں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مدار نجات نہین ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب والی بھی اگر اعمال صالحہ بجالائیں اور خدا کی وحدانیت کے قائل ہون تو ضرور نجات پائیں گے۔ تعجب ہے ڈاکٹر عبد الحکیم خان جو نجات کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہ سمجھیں وہ تو آجکل ہمارے علماء اور بعض اڈیٹران اخبار کے نزدیک مسلمان اور بہت بڑے مسلمان لیکن مرزا صاحب جنہون نے اسی وجہ سے ڈاکٹر عبد الحکیم خان کو عاق کر دیا تھا جو یہ کہتے ہیں کہ نجات پانا آنحضرت کو نبی مان لینے اور آپ پر ایمان لانے پر منحصر ہے وہ کافر اور کٹر کافر۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا افسوس کہ مرزا صاحب سے بغض کیوجہ سے لوگون نے یہ بھی نہ سوچا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب فرماتے کیا ہیں بس صرف اتنا دیکھکر کہ وہ مرزا صاحب سے مخالف ہوگئے ہین انکی ہان میں ہان ملانی شروع کر دی ہمکو اس کارروائی سے بھی سخت اختلاف ہے اور ہم اس معاملہ مین مرزا صاحب کو بالکل حق پر سمجھتے ہین اور اونکے اس قول کو کہ نجات کیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے بالکل راست و صحیح قرار دیتے اور نہایت وقعت سے دیکھتے ہیں ہمکو عبد الحکیم خانصاحب مسلمان کی قول سے مرزا غلام احمد کافر کا یہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ڈپٹی سردار احمدؐ کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے

اور

اُن کے مغالطات پر اسلامیون کو اطلاع

مندرجہ ذیل مضمون کے چہاپ دینے کے لئے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے خواہش کی ہے۔ اس لئے اس کو چہاپ دیا جاتا ہے۔ (اڈیٹر الحکم)

ڈپٹی صاحب کا انٹروڈیوس (تعریف و شناسائی کا بیان) جو اڈیٹر وطن نے اپنے پرچہ نمبر ۲ جلد ۶ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء مین کیا ہے۔ اس میں جو اُن کا دنیا دی رتبہ بیان کیا ہے کہ وہ بڑے دولتمند مالدار زمیندار ہین۔ سرکاری عہدہ دار رہ چکے ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے ہم کو بحث نہین مگر جو اُن کا دینی منصب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ شاید ہی اسلامی ضروریات کا کوئی مسئلہ جس سے انسان کو سابقہ پڑسکتا ہے۔ ایسا ہو گا جو اُن کے غور و فکر سے بچا رہا ہو (جس سے اڈیٹر وطن نے مسلمانون کو یہ جتایا ہے۔ کہ ڈپٹی صاحب مذہب اسلام مین بھی رائے زنی [illegible] ہین اور اُن کا فیصلہ یا اسلامی [illegible] ہو سکتا ہے) اس پر بحث [illegible] فرض ہے۔ اڈیٹر وطن کا یہ بیان غلط اور بالکل غلط ہے ڈپٹی صاحب سکھ مذہب چہوڑ کر مسلمان تو ہو گئے مگر اصول و فروع اسلام مین ان کو بہت ہی کم دخل ہے۔ دخل ہوتا کیونکر نہ انہون نے بعد اسلام اسلامی علوم حاصل کئے نہ علمائے دین کی صحبت مین رہے مسلمان ہوتے ہی سرکاری ملازمات ضلعداری نہر پھر ڈپٹی کلکٹری مین لگ گئے۔ پس جس عقل اور معلومات سے وہ نہر کے مقدمات آبپاشی وغیرہ کا ججمنٹ (فیصلہ) کرتے تھے اسی عقل و معلومات سے اپنے خیال مین مسئلہ دینی اسلام [illegible] کرتے ہے مذہبیات مین ان کے غور و فکر کا وہی [illegible] ہونا چاہیئے تھا۔ جو ایک نو مسلم اور ناواقف اسلام کا ہوتا ہے۔ اڈیٹر وطن نے اس بارہ مین خود دہوکہ کہا یا اور مسلمانوں کو دہوکہ مین ڈالا ہے۔ وطن نمبر ۱۵ جلد ۶ مورخہ ۱۹- مئی ۱۹۰۶ء مین آپ کا من گھڑت فیصلہ بابت جواز سود شائع ہوا تو خاکسار نے (جو ڈپٹی صاحب کا ان کے زمانہ سکھا شاہی اور ابتدائے اسلام اور ابتدا اور اختتام ملازمت سے آشنا اور ان کے علم و معلومات سے بخوبی واقف تھا) اس فیصلہ کو نہایت تعجب و افسوس سے پڑہا اور اس پر ۲۹ مئی ۱۹۰۶ء کو ڈپٹی صاحب کے نام اس مضمون کا خط (جو وطن ۱۷ اگست مین شائع ہوا ہے۔) لکہا کہ فتوے جواز سود آپ ہی کے دل و دماغ سے نکلا ہے (جیساکہ خاکسار کا گمان تھا۔ جو اُوپر ظاہر کیا گیا ہے) تو اس کو میرے سامنے پیش کرین اور اگر کسی مولوی مُلاّن نے آپ کو یہ فتویٰ لکہدیا ہے۔ تو اس کی نقل ارسال کرین۔ اس کا صحیح اور بے حیلہ جواب تو یہ تھا کہ آپ لکہہ دیتے کہ یہ فتوے میرے ہی خیال کا نتیجہ ہے۔ یا یہ فلان مولوی صاحب نے فتویٰ لکہدیا ہے۔ جسکی نقل ارسال ہے۔ مگر چونکہ ڈپٹی صاحب کے پاس کوئی فتوے جو کسی دلیل شرعی سے مستند ہو۔ موجود نہ تہا اس لئے انہون نے میرے خط کے جواب مین کوئی فتوے اپنا یا بیگانہ پیش نہ کیا۔ بلکہ میرے سوال کو ٹلانے کے لئے ایک یہ حیلہ نکالا کہ بجائے جواب سوال پر سوال کر دیا اور اُلٹا مجہے اپنے پندرہ سوالات کا جواب طلب کیا اور لکہا کہ پہلے اس کے کہ مین آپ کے خط کا جواب عرض کرون۔ امورات ذیل دریافت کرتا ہون۔ پھر اُن سوالات کو گن سنایا اور اس سے پہلے تمہید کے ضمن مین کہا کہ جو مشکلات اور دقتین دین مین عائد ہوئی ہین وہ علماء کی تنگ نظری سے عائد ہوئی ہین اسلام [illegible]۔ جو بحکم الاسلام ہو الفطرۃ فطرتی ہو۔ تمدنی احکام دائمی نہین ہو سکتے وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہین۔ لہذا وہ احکام اسلام مین داخل نہین ہو سکتے۔ وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہین۔ لہذا وہ احکام اسلام مین داخل نہین ہو سکتے۔ پہلی سلطنتون مین اور علمائے اسلام کے خیالات مین غلطی و مغالطے سے وہ احکام اسلام سمجہے گئے تھے۔ مگر آخر زمانے نے ان کو بیدا کر دیا اور اس مغالطے کو نکالدیا۔ پھر اس کی تمثیل مین آپ نے چار مسائل (۱) مسئلہ جہاد (۲) ملازمت سرکاری (۳) تعلیم انگریزی (۴) لباس و صورت مین مشابہت اقوام غیر کو ذکر کر کے یہ جتایا ہے۔ کہ پہلے علماء اسلام جہاد کو فرض اور ملازمت سرکاری اور تعلیم انگریزی و مشابہت اقوام غیر کو بحکم حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم۔ جس نے مدت تک ستایا ہے۔ باپ بیٹون مین عناد ڈلوایا ناجائز جانتے تھے۔ اب جہاد کو ناجائز اور ملازمت اور تعلیم و مشابہت کو جائز جانتے ہین۔ زمانے نے ان کو بتا دیا ہے۔ کہ ان کے پہلے خیالات مغالطات تھے۔ اور اب مولوی صاحبون کے فرزند کوٹ پتلون سے ڈٹے ہوئے اور داڑہیون کا صفایا کرتے ہین انہیں دمثلہ مین پانچوین مثال حرمت سود کو بیان کر کے یہ جتایا ہے۔ کہ یہ بھی ویسا ہی ایک مغالطہ تھا۔ اب عام تاجر مسلمان سود لیتے دیتے ہین اور جو کوئی جہالت سے اس کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ تباہی کے بھنور مین گرتا ہے مسلمانوں کا کاروبار تجارت سود کے بغیر نہین چل سکتا۔ اب سُود کے لین دین کو آیتہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ نے جایز کر دیا ہے۔

اس پانچوین مثال کے متعلق آپکا دعوے متناقض اور بیان مشوش ہے۔ شروع مین تو آپنے حرمت سود کو بھی پہلی چار مثالون کی طرح مغالطہ قرار دیا اور یہ جتایا ہے کہ یہ صرف مغالطہ تھا۔ جواب اُٹھ گیا ہے۔ حکم حرمت سوُد اسلامی حکم نہ تھا۔ علماء نے تنگ نظری اور جہالت سے اس کو حکم شرعی سمجہہ رکہا تہا اور اخیر میں اس کو آیت فمن اضطر کا محل اور مصداق ٹھہرا کر برخلاف دعوی سابق یہ کہا ہے۔ کہ سود لینا حرام تو ہے مگر اب مجبوری اور لاچاری سے جایز ہو گیا ہے۔ جیسے مردار یا سُور کا گوشت کہانا ہے تو حرام مگر بہوکھے مرنے کو کہا لینا جایز ہے۔ اس تمہید کے بعد آپنے وہ پندرہ سوال کئے۔ جن سے آپ کی غرض و مقصود یہ ہے۔ کہ حکم حرمت سود کے آگے ایک آڑ تنکے کو پہاڑ بنا کر کھڑی کر دی جاوے۔ تاکہ مسلمان دہوکہ مین آکر ان مشکلات کی نظر سے سود کو حرام کہنے مین تامل کرین۔

خاکسار پہلے اس تمہید کا جواب دیتا ہے اور پھر ان سوالات پانزدہ گانہ کا جواب ایسا دے گا۔ جن سے سامعین کا پہاڑ ایک تنکا جو ذراسی پہونک سے اڑا جاتا ہے۔ نظر آوے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

تمہید کا جواب

تمثیلات اربعہ کے بیان سے ڈپٹی صاحب کی نسبت میرا خیال کہ وہ اصول و مسائل اسلام مین بہت ہی کم رکھتے ہین۔ سچا اور صحیح ثابت ہوتا ہے۔ اس کے سوا ان کے دعوے کا اس سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ان چاروں مثالون مین ایک بھی ایسی نہین۔ جس مین پہلے مسلمانون نے غلطی کہائی ہو اور اب وہ غلطی ظاہر ہو کر نکل گئی ہو۔ بلکہ وہ سب مثالین اسوقت تک یکسان مسلم چلی آتی ہین۔ زمانہ کے تغیر و تبدل سے ان مین کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

(۱) جہاد جیساکہ پہلے اسلام کا ایک رکن اعظم سمجہا جاتا تہا۔ اب بھی ویسا ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ کسی مسلمان نے اس کے فرض اور واجب العمل ہونے کا انکار نہین۔ ہان اس کے واسطے شروط ہین۔ جن کے بغیر نہ وہ پہلے زمانہ اسلام مین جائز یا واجب سمجہا گیا تھا نہ اب سمجہا جاتا ہے۔ (خاکسار کا رسالہ الاقتصاد فی مسائل جہاد ملاحظہ ہو۔ جو اردو فارسی انگریزی مین شائع ہو چکا ہے۔)

(۲) سرکاری ملازمت یا اور اقوام غیر کی ملازمت جیساکہ اب جائز مانی جاتی ہے ویسا ہی قدیم سے مسلم چلی آتی ہے۔ حضرة یوسف علیہ السلام کا شاہ مصر کی ملازمت کرنا قرآن مین مذکور ہے اور حضرت علی کا ایک یہودی کی ملازمت کرنا حدیث میں مذکور ہے۔ ہاں اس مین بھی یہ شرط ہے کہ جس کام کے واسطے ملازمت اقوام غیر کوئی کرے وہ کام فی نفسہ جایز ہو۔ اس کا معصیت ہونا متعین نہ ہو اور منصفی وغیرہ سول لائن کی ملازمتین ایسی ہی ہین۔ (ہمارے مضامین ثلاثہ کفار کی نوکری اقسام ملازمت پر شہادت جلد پنجم و دہم و یازدہم مین ملاحظہ ہوں۔)

(۳) تعلیم انگریزی یا اور اقوام غیر کی زبان

شاہی حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیری

شفا خانہ فضل رحمانی میں وہی نسخہ جات عمل کئے جاتے ہیں جو شاہی حکیم مولوی [illegible] صاحب سابق طبیب ریاست جموں اور کشمیر کے سالہا سال کے تجربوں [illegible] مریض کی صحت اور شفا کی گارنٹی کا دعوے ہیبا کی یا ورجرات ہے شفا دینا محض [illegible] کا کام ہے ہاں ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس مرض کا جو علاج مولوی [illegible] موصوف کے عام تجربہ میں مفید ثابت ہوا ہے اسے ہم بھی استعمال کرتے ہیں۔ اور نہایت نیک نیتی سے اجزاء نسخہ کو ترکیب دیتے ہیں۔ ہمارے واقی [illegible] قابلیت کے متعلق خود حکیم صاحب کی رائے ہے۔

حکیم نورالدین صاحب کی رائے

میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجاربِ کے واقف [illegible] واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں۔ نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ تقوے سے کام لے گا۔ تو اس کو خود بھی اور اس کے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچے گا۔ آگے میرا یہ گمان [illegible] نورالدین

[illegible] مریض کے مفصل حالات آنے [illegible] نورالدین صاحب [illegible] مشورہ کے بعد نسخہ طیار ہوگا۔ آپ اگر خدانخواستہ کسی [illegible]

مندرجہ ذیل ادویات موجود ہیں

خصوصاً جالا۔ دھند۔ [illegible] کا۔ حبوب۔ قیمت فی تولہ [illegible]

سرمہ نورالعین آنکھوں کی اکثر امراض کے لئے مجرب [illegible] بڑا [illegible] ہے۔ قیمت فی تولہ [illegible] آتشک کی گولیاں قیمت فی [illegible] آتشک کی پتیاں فی [illegible] ۔ سفوف [illegible]

چند روز کے استعمال سے انشاء اللہ [illegible] ثابت ہوگا۔ قیمت [illegible]

سفوف سوزاک ۔ خوراک قیمت [illegible]

[illegible] مفید ہیں۔ [illegible]

[illegible] قیمت فی ڈبیہ [illegible]

[illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible] کثرت [illegible]

[illegible] کو فائدہ ہوا ہے [illegible]

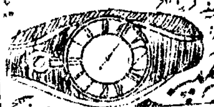
[illegible] کچھ گولیاں اور کچھ [illegible]

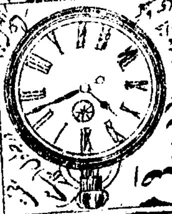
[illegible] قیمت [illegible]

[illegible] درخواست [illegible]

[illegible] فضل الرحمن [illegible] شفا خانہ فضل رحمانی [illegible]









ایک لاکھ روپیہ [illegible] سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے [illegible] تقسیم ہو چکی

(ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

فیشل استاد [illegible] اور آنکھیں صاف ہو گئیں (سرمہ نور) کسی قسم کی [illegible] وغیرہ کا [illegible] رہتا یہ وہ سرمہ ہے جس نے نزول ماء تک میں فائدہ کیا اور باقی امراض جالا۔ پھولا۔ دھند۔ [illegible] پڑبال۔ خارش موتیابند ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے کھو دیتا ہے [illegible] معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے [illegible] کیفرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ [illegible] جوابی کارڈ آنا چاہئے (سرمہ نور خاکی فی تولہ [illegible] ۔ سرمہ سیاہ [illegible] فی تولہ [illegible])

کریم چھ بالانشین

[illegible] کے واسطے [illegible] اگر [illegible] کا اطمینان۔ محصول [illegible] روانہ [illegible] سرمہ نور کاکوری [illegible] چاہئے۔

[illegible] کارخانہ سرمہ نور کاکوری

گہانسی۔ زکام۔ گوشت [illegible] کی کمی کا [illegible] دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ
مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

[illegible] اسکاٹ [illegible]

[illegible] ۱۸۹۶ [illegible]

[illegible] سال سے زیادہ تک

سکاٹس ایمشن

[illegible] کا مقابلہ کیا ہے [illegible] مستند علاج امراض جگر



[illegible]

بچے کو ہمیشہ راحت ہے

[illegible] کے استعمال سے کمی قوت باہ و دماغ کی کمزوری خون کم پیدا ہونا۔ بدن کا ہل رہنا۔ [illegible] کی کمزوری بھوک کا کم لگنا۔ دماغی محنت کرنیوالوں کیواسطے حقیقت میں بے بہا ہے قیمت دو درجن عہ [illegible] کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زائل کر چکے ہیں خواہ کسی بات سے زیادہ [illegible] یوم کے استعمال سے انشاء اللہ بالکل آرام ہو جاتا ہے قیمت ۲ ماشہ عہ [illegible] اس کا نمونہ نہیں دیا جا سکتا۔

نخل مراد۔ یہ ایک اعلیٰ قسم کی مٹھائی ہے۔ جو مشک و غیرہ میوہ جات سے مرکب کر کے طیار کی ہے۔ جو چند روز میں اپنا اثر دکھا کر بدن کو قوی کر کے باہ و دماغ و دل کو از حد قوت بخشکر خون صالح پیدا کرتی ہے۔ بکس خورد ایک روپیہ بکس کلان عہ [illegible] روپیہ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

سرمہ سلیمانی۔ یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے جس کے چند روز کے استعمال سے جالا۔ پھولا۔ دھند۔ آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکھوں سے پانی بہنا۔ کمی ابصارت۔ ناخنہ وغیرہ کو بہت جلد رفع کرتا ہے آزمائش ضرور کیجئے قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

سنون دندان۔ [illegible] مسوڑھوں کا پھولنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا زرد ہو جانا گندہ دہنی کا ہونا وغیرہ اسکے استعمال سے یہ امراض بہت جلد رفع ہو کر [illegible] ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی بکس چار آنے عہ

المشتہر حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ [illegible] ہلی

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

[illegible] کمپنی لاہور ہندوستان [illegible] لاثانی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے [illegible] کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس [illegible] کو فائدہ پہنچتا ہے [illegible] کے ہاتھ میں انتظام ہونے [illegible] غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم [illegible] نہایت [illegible] انتقال کر چکے ہیں ان کے پس ماندگان کو بلا حیل [illegible] کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی [illegible] ہندوستانی باشندہ [illegible] ذاتی اور ملکی ضروریات کو مدنظر رکھے گا تو وہ ہو جائے گا۔ [illegible] کرانا چاہئے۔

آج وقت ہے [illegible] دیگر عزیزوں کے لئے ایک معقول رقم چھوڑ جانے کا انتظام کریں [illegible] کا سرکاری مطالعہ آپ کو ہمارے [illegible] پر سب پیکٹس [illegible] آپ کی خدمت میں [illegible]

موہن لعل منیجر [illegible] درخواستیں بنام لاجپت رائے
[illegible] ہنی لاہور آنی چاہئے

کارخانہ عطر فرحت افزا نسیم

اگر آپ کو عمدہ تیل کی ضرورت ہو تو قنوج کے [illegible] کارخانہ [illegible] خوش ہو جائینگے گلاب [illegible] مشک [illegible] چنبیلی [illegible] فی شیشی [illegible] جاوے گی۔

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے [illegible] کارخانہ کثرت سے ہو گئے ہیں۔ بلحاظ قدومت اب [illegible] تیل وغیرہ [illegible] صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے [illegible] طلب کریں۔

المشتہر۔ حافظ محمد عبد الصمد و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سمجھا اسلام میں کبھی ممنوع نہیں سمجھا گیا۔ قرآن

آیت اختلاف السنتکم

بلکہ اس کو جایز کہا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سوید بن ثابت رض کو عبرانی سیکھنے کی اجازت دی۔ جس سے کہ اس کو جایز کیا ہے۔ پھر کسی مسلمان عالم نے عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا (اشاعۃ السنہ جلد ۵ نمبر ملاحظہ ہو) معلوم نہیں ڈپٹی صاحب کو کسی زمانہ میں جواز کا فتوے دینا علماء اسلام کا کہاں سے معلوم ہوا۔

(۴) اقوام غیر سے جن امور میں مشابہت ابتداء اسلام سے ممنوع مسلم چلی آئی ہے نہیں امور میں اب بھی ممنوع مانی جاتی ہے نہ پہلے مطلقاً منع ہوئی تھی نہ اب مطلقاً جایز ہے۔ حدیث۔ من تشبہ بقوم فہو منہم نے کبھی نہیں ستایا اور نہ باپ بیٹے میں عناد ڈلوایا اور نہ کسی امر جایز کو حرام کیا۔ جو مورد اس کا پہلے سمجھا جاتا تھا وہی اب بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ (اس کی تفصیل جلد ۲ اشاعۃ السنہ میں ملاحظہ ہو) آپ نے حدیث کی نسبت ستانے اور عناد ڈلوانے کے الفاظ کہہ کر تمام مسلمانوں کا دل دکھایا اور چکڑالوی اور نیچریوں اور عیسائیوں کو خوش کیا۔ آپکا تو مسلم ہونا ایسا ہی حکایتا ہے تو یہ اسلام کے لئے موجب ننگ و عار ہے۔ اس حدیث کی رو سے پہلے زمانہ میں داڑھیاں منڈوانا حرام اور مونچھیں بڑھانا حرام سمجھا جاتا تھا۔ تو وہ اب بھی حرام ہے اور اس پر اتفاق جملہ مذاہب اسلام ہے۔ ڈپٹی صاحب سے تعجب ہے کہ وہ اس حکم اسلام کو منجملہ مغالطات شمار کرتے ہیں اور داڑھی کا صفایا کرانے کو رفع مغالطہ قرار دیتے ہیں پھر زیادہ تعجب یہ کہ وہ اب تک خود بھی اس مغالطہ میں مبتلا ہیں۔ اور عملاً اس غلطی و مغالطہ کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ جیسا کہ رفع مغالطہ حرمت سود میں عملاً کوشاں ہیں۔

(۵) پانچویں مثال کے متعلق چونکہ آپکا دعوے متناقض اور بیان مشوش ہے لہذا اس کا جواب بھی دو مختلف وجوہ سے دیا جاتا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک ابتداء اسلام سے حرمت مطلق سود مسلم چلی آتی ہے اور اب صرف بوجہ مجبوری و ضرورت وقت بحکم آیت "فمن اضطر" وہ ممانعت

اٹھ گئی ہے اور جواز کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ تو پھر اس کو مغالطات قدیمہ اہل اسلام سے شمار کرنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں آپ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے۔ کہ آیت میں حالت اضطرار سے وہ حالت مراد ہے۔ کہ انسان مخمصہ یا ابتلاء کفار میں مبتلا ہو۔ اگر حرام نہ کھاوے تو اس کی جان جاتی رہے یا ایمان جائے اور جو اضطرار آپنے سود لینے دینے کی صورت میں فرض کر لیا ہے اس کا اثر جان جانے تک نہیں پہنچتا وہ اثر صرف دولت کی کمی یا تجارت میں عدم ترقی ہے لہذا اس آیت نے (جو جان جانے کے خوف کے وقت سور یا مردار کھا لینے کو جایز کرتی ہے) سود لینے کو (جس کے نہ لینے بقول آپ کے صرف مالی نقصان ہوتا ہے) کیونکر جایز قرار دیا ہے کیا سود نہ لینے سے آدمی کی جان جاتی ہے اور اگر آپ کے نزدیک حرمت مطلق مسلم نہیں بلکہ وہ اس قید سے مقید ہے کہ سود زیادہ لیا جائے جس کو آپ یو یری کہتے ہیں تو پھر اس کو حالت ضرورت و مجبوری و اضطرار سے محفوظ کرنا اور آیت "فمن اضطر" کا مورد اور مصداق کوئی وجہ نہیں رکھتا تھوڑا سود لینا جس کو آپ بینکنگ انٹرسٹ کہتے ہیں) جایز ہے تو بہرحال جایز ہونا چاہیئے۔ پھر اس کو حالت اضطرار میں جایز کہنا اور آیت فمن اضطر کا مورد اور مصداق بنانا کیا معنے رکھتا ہے۔

اس تمثیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی صاحب ہنوز سود کی جایز و ناجایز صورت کو خود بھی نہیں سمجھتے۔ کبھی جواز سود کو حالت اضطرار سے مخصوص کرتے ہیں۔ کبھی جواز میں تھوڑا ہونے کی قید لگا کر ہر حالت میں اس کو جایز بتاتے ہیں اور اس پریشانی اور مختلف بیانی میں اپنی کلام کو خود نہیں سمجھتے اور خیال میں نہیں لا سکتے۔ اور معہذا علت و جواز سود کے مفتی اور سود لینے کی ہدایت میں مسلمانوں کے لیڈر بن بیٹھے ہیں۔ لیڈر ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ جو اپنی بات کو بھی نہ سمجھیں یہ تو ان تمثیلات خمسہ جزئیہ کا جواب ہے اب اس اصول کلی ڈپٹی صاحب کا کہ احکام تمدنی۔ دائمی نہیں ہو سکتے۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ لہذا وہ احکام

اسلام میں جو فطرتی ہے مداخل نہیں ہو سکتے۔ جواب دیا جاتا ہے۔ ناظرین توجہ سے سنیں۔ یہ اصول ڈپٹی صاحب نے ان نیچریوں سے لیا ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ مذہب صرف روحانی اور اعتقادی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ جسمانی امور اور دنیاوی اعمال سے اس کا تعلق نہ ہونا چاہیئے۔ انہیں کا یہ مقولہ ہے کہ دنیاوی اور جسمانی امور سے ہم جو چاہیں۔ پسند کریں۔ جو چاہیں کھائیں جو چاہیں۔ پہنیں۔ مذہب کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس میں ہم کو زمانہ کی رفتار کے موافق چلنا چاہیئے نہ مذہب کی ہدایت پر۔ انہیں کا یہ مقولہ ہے۔ زمانہ بدلے تو تم بھی بدل جاؤ ان کے ایک ہم خیال مگر بظاہر ہندو سے ہم نے بگوش خود یہ سنا کہ یہ کیا مذہب سالا (خربوزہ) کھانے پینے سے جاتا رہتا ہے۔ نیچریوں نے یہ اصول ان عیسائیوں سے سیکھا ہے۔ جو شریعت تورات کو طاق میں رکھ کر صرف عقیدہ و تثلیث اور مسیح کی محبت و عقیدت اور الوہیت کو مذہب قرار دے چکے ہیں ان اصول نیچریہ و عیسائیہ کے دو جواب ہیں ایک تحقیقی (جس میں کسی مذہب پر کوئی الزام نہیں ہوتا صرف تحقیق و اظہار حق بدلیل عمل میں آتا ہے۔ دوسرا الزامی جس میں انہیں لوگوں کے عمل یا اعتقاد سے ان کے اصول کا رد کیا جاتا ہے چونکہ آجکل تحقیق و انصاف و دلیل کی بات اکثر قلوب پر وہ اثر نہیں کرتی جو الزامی بات اثر کر لیتی ہے۔ لہذا پہلے ہم الزامی جواب کو پیش کرتے ہیں۔ عیسائیوں کے خطاب میں ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ کھانے پینے اور قوانین تمدن اور آئین حکومت و سلطنت میں آپ لوگوں نے شریعت تورات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جن چیزوں کو توریت نے ہم حرام کہا ہے ان کو آپ شوق سے نوش جان فرماتے ہیں۔ جن احکام کو قانون سیاست بنایا ہے ان کو آپ لوگ لغو جانتے ہیں مگر ہنوز بعض احکام معاشرت شریعت توریت کے آپ لوگ پابند ہیں مثلاً محرمات ابدیہ (جیسے ماں یا حقیقی بہن یا بیٹی یا پوتی) سے نکاح نہیں کرتے اور اس کو جایز نہیں رکھتے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ امریکہ میں ایک نام کے عیسائی جنٹلمین ازدھش نے

اپنی پوتی سے شادی کر لی تو اس پر ملک کے تمام اعیان نے لے دے کی یہاں تک کہ اس کو وطن سے ہجرت کرنی پڑی اس قسم کے قبول شریعت آپ لوگوں میں پائے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ مذہب صرف روحانی امور عقیدہ تثلیث و محبت مسیح سے تعلق رکھتا ہے زبانی حساب و کتاب ہے دل سے آپ ایسے امور کو بھی داخل مذہب سمجھتے ہیں۔ جن کو تمدن اور معاشرت سے بھی تعلق ہے۔ نیچریوں کے خطاب میں ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ لوگوں نے بہت سے امور متعلق معاشرت میں مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ مرد ہو کر سونا ریشم پہنتے ہیں اور اس کو جایز جانتے ہیں ہم اہر طرح کا صفایا کراتے ہیں اور اس کو جایز سمجھتے اور پسند کرتے ہیں اور منہ پر داڑھی رکھنے کو حماقت اور جہالت کا اثر سمجھتے ہیں مگر بہت سی چیزیں خور و نوش کی عیسائیوں کی طرح آپ لوگ جایز نہیں رکھتے۔ سور کو حلال نہیں کہتے جیسا کہ سود کو حلال کہتے ہیں حالانکہ سود اور سور بجز لفظی فرق (د اور ر) کے کوئی فرق سر مو نہیں۔ نکاح کے احکام میں بالکل شریعت ظاہری جسمانی کے تابع ہیں۔ پھر آپ لوگ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مذہب صرف روحانی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ جس روز عیسائیوں سے بڑھ کر اپنا عمل دکھائیں گے۔ سور، بکری زوجہ ہمشیرہ کو یکساں کام میں لانے کو جایز کہیں گے اس دن آپ کو یہ کہنا زیبا ہوگا کہ مذہب کو معاشرہ اور جسمانیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس جواب کی مزید تحقیق و تشریح ہمارے مضمون جو ذہن میں کرانا بابت کے متعلق حکم شریعت میں بضمن جلد ۲ ہو چکی ہے ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو کمال حظ و لطف اٹھائینگے۔

تحقیقی جواب اگر آپ خدا تعالیٰ کو عالم الغیب الحکیم اور قادر مانتے ہیں اور اس کے رسولوں کو تبلیغ احکام شریعت میں صادق القول اور خطا بشری سے معصوم اور محفوظ جانتے ہیں۔ تو آپ کو لازم ہے اور مومن ہونے کی عین شرط ہے۔ کہ شریعت کے جملہ احکام کو متعلق مذہب سمجھیں۔ خواہ متعلق معاشرت (یا یوں سمجھو کہ متعلق معاد ہوں یا متعلق معاش) اور وہ شارع کی طرف سے بعد تغیر و تبدل مناسب وقت شریعت قرار پا چکے ہوں۔

ناقابل تبدیل و ترمیم سمجھیں اور ان احکام پر یہ ایمان رکھیں کہ خواہ زمانہ میں ہزار انقلاب ہوا اور دنیا کے مختلف اقالیم میں مختلف طبائع کے ہزار اشخاص پیدا ہوں روئے زمین میں آئے دن نئی حکومت اور نئی رعیت پیدا ہو۔ لوگوں میں مختلف صورتیں کسب و معاش پیدا ہوں۔ احکام اسلام ہر زمانہ میں ہر اقلیم میں ہر شخص کے لئے ہر زمانہ ہر صورت ہر حکومت میں ہر نوع کے کسب تجارت کے لئے یکساں ہدایت اور فوائد بخش ہیں اور خدا تعالیٰ نے حکیم و علیم قادر نے ان سب زمانوں اقالیم اشخاص و اسباب معاش کا علم رکھ کر ان احکام کو صادر فرمایا۔ اس میں خدا تعالیٰ سے غلطی و بھول و نا عاقبت اندیشی سے غفلت نہیں ہوئی۔ قرآن میں ارشاد ہے۔ وما کان ربک نسیا۔ اور اس کے رسول مقبول سے ان احکام کی تبلیغ میں غلطی اور خدا تعالیٰ کی نافرمانبرداری نہیں ہوئی قرآن میں فرماتا ہے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیک الا البلاغ۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ [illegible] ہر زمانہ [illegible] ہر حکومت اور ہر حالت [illegible] کی تفصیل اگر ہم نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق۔ وراثت وغیرہ کے فواید و ضرورت کے بیان سے کریں تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائے۔ لہذا بجائے اس تفصیل کے ایک نظیر کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ کسی حکیم حاذق اور ڈاکٹر ماہر نے کوئی ایک ایسی دوا تجویز کر دی ہے جو اس وقت تمام ملکوں یورپ و ایشیا (ہندوستان و پنجاب وغیرہ) کے مختلف طبائع کے تمام اشخاص کے لئے (بجز بعض شاذ و نادر اشخاص کے جن کی طبیعت [illegible] اس دوا کا فائدہ اٹھانے سے کوئی عارضی مانع ہو جو دہو) مفید ثابت ہوئی ہے اگر کیا عموماً آسمانی مذاہب کو اور خصوصاً اسلام کو برحق قرآن کو کتاب آسمانی ماننے والوں کے نزدیک خدا تعالیٰ عالم الغیب قادر مطلق اور حکیم برحق اس ڈاکٹر کے برابر بھی نہیں کہ اس نے مختلف زمانوں کو

مختلف اقوام کے لئے ایک ایسا قانون بنا دیا۔ جو ان سب کے لئے یکساں مفید نہ پڑا۔ اور اخیر زمانہ کے لوگوں کو اس قانون کا بدلنا پڑا۔ کیا اس امر کی تجویز میں خدا تعالیٰ پر لاعلمی کوتاہ اندیشی جہالت وحماقت کا الزام قایم نہیں ہوتا۔ اور اس صورت میں خدا تعالیٰ کی نسبت ایسا گمان و کیا الزام قایم نہیں ہوتا اور اس صورت میں لا خدا تعالیٰ کی نسبت ایسا گمان والزام قایم کرنیوالا مسلمان کہلا سکتا ہے؟ حاشا وکلا۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا

تمہیدی باتوں کا جواب ادا ہوا اب آپکے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

سوال اول و ہفتم۔ اس وقت ہندوستان میں کس قدر مسلمان ہوں گے۔ جو سود کی داد و ستد سے بچتے ہیں گے

جواب سوال اول و ہفتم تیرے پاس [illegible]

پالیسی اور [illegible] کے پاس ہے نہ کہ گورنمنٹ کے پاس کوئی رجسٹر ہوتا۔ تو میں اس رجسٹر کو دیکھ کر ان کی تعداد بتاتا۔ آپکے پاس رجسٹر ہے۔ تو آپ سود لینے والوں کی تعداد بتائیں [illegible] اس سوال کو [illegible]

جواب سوال (۲)

(۲) [illegible] کیوں اسلامی [illegible] جو اسلامی سلطنت [illegible]

بیان میں کہ حضرت سلطان [illegible] کے خلیفۃ المسلمین [illegible] اگر نام [illegible] اس کا شرعی ثبوت [illegible] کے عام مسلمانوں [illegible] مگر تھوڑی تکلیف [illegible] اور [illegible] کی کتاب [illegible] مولفہ سید اکبر حسین صاحب [illegible] اور اشاعۃ السنۃ جلد [illegible] صفحہ ۲۷۴ [illegible] اور اگر خاکسار اپنی [illegible] خلیفۃ المسلمین میں تو پھر شاہ ایران کو کیوں کر آپنے خلیفۃ المسلمین نہیں کہا کیا وہ آپکی حدود سلطنت کے خلیفۃ المسلمین نہیں ہیں اس کے بعد آپنے یہ دوسرا سوال ہے۔ آپکے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ فخر الاسلام و فخر المسلمین حضرت سلطان المعظم نے ایسے بنک جاری کر رکھے ہیں جس میں مسلمانوں سے سود لیا اور ان کو دیا جاتا ہے۔ کیا کوئی فرمان حضرت سلطان المعظم کا یا ان کے نائب یکہ [illegible] کی تحریر آپکے پاس ہے؟ اگر ہے

تو پیش کریں یا صرف اخباری گپ ہے یہی سوال سلطنت ایران میں مسلمانوں کے سود لینے دینے کی نسبت ہے۔

تیسرا سوال کیا حضرت سلطان المعظم یا شاہ ایران نے ایسے بنک کے جایز ہونے کی نسبت اپنے اپنے مذہب کے علماء و مشائخ سے عموماً اور شیخ الاسلام سے خصوصاً فتویٰ جواز سود لے کر شایع کئے ہیں؟ اور ان کی نقل آپکے پاس ہے؟ یا صرف اپنی رائے اور ان کے دنیاوی مشیروں کی رائے سے یہ بنک اور مسلمانوں سے سود کا لین دین جاری کیا ہے اگر فتویٰ شرعی علماء وقت سے مسلمانوں میں سود کا لین دین اور بنک جاری کئے ہیں تو انکی نقل آپ پیش کریں اور اگر ان کی اپنی رائے سے بنک جاری ہوئے ہیں۔ تو آپ سے یہ چوتھا سوال ہے کہ کیا کسی سنی (حنفی یا شافعی وغیرہ) یا شیعہ مذہب میں کسی اسلامی بادشاہ کو وہ فعل جس کی نسبت شریعت اور علماء شریعت سے فتویٰ نہ لیا گیا ہو بلکہ صرف دنیاوی مصالح اور ملکی اغراض کی نظر سے بلا اجازت شریعت کیا گیا ہو۔ مسلمانوں کے لئے دست آویز ہے؟ اور اس کی سند قرآن یا حدیث یا کتب فقہ میں کہاں پائی [illegible] ہے۔ اور اگر آپ لوگوں کا خیال اور اعتبار ہو کہ اسلامی سلطنت کا ہر ایک عمل رواج اڑتی دست آویز ہے گو اس کے جواز پر کوئی فتوےٰ یا مذہب کی شہادت نہ ہو پھر آپ لوگوں سے یہ پانچواں سوال ہے کہ بعض اسلامی سلطنتوں میں شراب خوری۔ قمار بازی (لاٹری وغیرہ) زنا رکاری بھی جاری و مروج ہے۔ پھر کیا آپ صاحبان ان کی دست آویز سے کوئی اسلامی زنا رخانہ (چکلا) اسلامی شراب خانہ۔ اسلامی قمار خانہ بھی جاری کرنا تجویز کریں گے۔ جیسا کہ اسلامی بنک جاری کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا کریں گے۔ تو آپ یقیناً مسلمانوں کو دولت سے مالا مال کر دیں گے اور بہت لوگ آپکے معاون ہو جائیں گے آپکے ایک دوست و ہم خیال دقوت بازو اور آپکے مضامین کی اشاعت کے لئے بڑے حمایتی [illegible] ہم ابھی نام نہیں بتاتے امید ہے [illegible] نام خود بتا دیں گے۔ میں نے بمقام لاہور [illegible] آپ بلا لحاظ جواز شرعی و فتوے شریعت مسلمانوں کو مالدار بنانا چاہتے ہیں۔ تو کیوں [illegible] ڈالکر رنڈیوں کو جو حسن و جمال میں پری پیکر ہوں۔ نوکر رکھ یہ تجارۃ

شروع نہ کر دیتے۔ جس پر آپ فرمائینگے کہ میں تو مسلمانوں کی ترقی دولت کے لئے اس امر کو بھی جایز رکھتا ہوں۔ بشرطیکہ وہ زنڈیاں مسلمان نہ ہوں۔ پارسی ہوں یا یہود لیجئے مبارکباد۔ یہ صورت ترقی دولت اس بنک سے بھی آسان ہے۔ اور اس سے ترقی دولت کے علاوہ جسمانی ونفسانی اغراض بھی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہیں میرے ان پانچوں سوالوں کا آپ جواب دینگے۔ تو اس سے آپکے سوال دوم کا جواب خود بخود نکل آئیگا۔

(سوال ۳ و ۴) سود کے بغیر تجارت کا کام چل سکتا ہے تو اس کی مثالیں بتائیں نہیں چل سکتا تو کیا مسلمان تجارت کرنا چھوڑیں

جواب ۳ و ۴ سود کے بغیر تجارت کا کام

بخوبی چل سکتا ہے مسلمانوں کو تجارت سے کوئی مانع نہیں ہے۔ اس کی مثالیں بہت ہیں۔ مگر مثالوں میں جھگڑا پڑ جاتا ہے۔ لا مناقشۃ فی الامثال۔ لہذا میں مثال ایک بھی دینا پسند نہیں کرتا۔ آپ بطور اصول کام نہ چلنے کی صورتیں بیان کریں میں ان کے مقابلے میں کام چلنے کی صورتیں بیان کروں گا۔ آپ مشکل سے مشکل صورت پیش کریں گے تو میں اس کو آسان کر دوں گا۔

(سوال ۵) ہندوستان کے بادشاہوں نے کبھی سود سے روکا؟ نہیں تو کیوں نہیں؟ روکتے تو اس کا کیا اثر ہوتا

جواب ۵۔ اگر آپ بیان کر دیں گے

کہ ہندوستان کے دیندار بادشاہوں نے لین دین سود کو جایز رکھا۔ تو میں اس کے مقابلہ میں روکنے کی بابت تفصیل کروں گا۔ تفسیر نیچری حقیقۃ دیندار ہونا آپ ثابت نہ کریں گے۔

(سوال ۶) جس قوم میں سود کا رواج ہوا ہے کوئی قوم بلا سود لئے دئے زندہ رہ سکتی ہے؟

(جواب) قوم اگر افراد و

اشخاص کا نام ہے اور سلب قومیت اسی وقت متصور ہے۔ کہ اکثر افراد نہ رہیں تو میں بڑے زور سے کہہ سکتا ہوں کہ لاکھوں مسلمان ہیں جو سود نہیں لیتے اور ہزاروں ہیں جو سود نہیں دیتے اور پھر وہ زندہ ہیں۔

(سوال ۷) کتب فقہ میں کسی صورت میں سود کا لینا دینا جایز بھی لکھا ہے

(جواب) کتب فقہ میں سود لینا تو کسی صورت میں بھی جایز نہیں رکھا اور جن صورتوں کا حکم ربوا سے فقہ میں مستثنیٰ لکھا ہے۔ جیسے حربی اور مسلم میں دار الحرب میں ربوا اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔

[illegible]

کہ وہ ربوا تو ہے ۔ مگر جایز ربوا ہے بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ حقیقۃً ربوا ہی نہیں ہے اور وہاں قضیہ سالبہ بسبب موضوع ہے نہ موضوع کے وجود سے سلب محمول کے ساتھ ۔ جو لوگ فقہ پڑھکر ان صورتوں کو ربوا محرم سے مستثنٰی سمجھتے ہیں انہوں نے فقہ پڑھکر اس کو ڈبو دیا ۔ اور اپنے علم و فہم کو کھو دیا ہے ۔ ہاں سود دینے کو فقہ میں بحالت اضطرار جایز رکھا ہے مگر اضطرار کے جو معنے ہیں ۔ وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جان یا ایمان جانیکا خوف ہو تو صورت اضطرار پیدا ہوتی ہے روپیہ بڑہانے اور وضع امیرانہ قایم رکھنے کے لئے سود لینا اس میں داخل نہیں ہے ۔

(سوال ۹ و ۱۰) سود مروجہ عرب اور حال کے مروج بنکوں میں کبھی مقابلہ کیا ہے اور ہنڈوی وغیرہ کے مفہوم کو سوچا ہے (جوابات ۹ و ۱۰) میں نے نہ صرف ان صورتوں کو سوچا اور ان کا مقابلہ کیا بلکہ ان کے مفہومات اور مراتب کا فیصلہ کر کے شائع کر دیا ۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہوں ۔ آپ لوگ میرے رسالہ کو ملاحظہ نہیں کرتے یا تجاہل عارفانہ عمل میں لاتے ہیں ۔

(سوال ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) وکیل بیرسٹر عرضی نویس منصف جج سودی تحریریں لکھنے اور سودی ڈگریاں دینے سے گنہگار ہوتے ہیں ؟ کیا آپ یا کوئی اور منصف اس سے بچ سکتا ہے (جواب) میں کیا کہوں خدا تعالے فرماتا ہے

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ اور اس کا رسول فرماتا ہے ۔ مقدمات سود کے لکھنے والے بھی ملعون اور اگر کوئی بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے وکیل عرضی نویس تو آزاد و مختار ہیں منصف و جج بھی اگر چاہیں تو دعویدار کو فہمایش کر کے سود چھوڑ دینے پر راضی کر سکتے ہیں ۔ جو قانوناً بھی جایز ہے ۔

(سوال ۱۵) آپ بادشاہ ہو جاویں تو سود رکھنے کے لئے کیا حکم جاری کریں (جواب ۱۵) یہ سوال قبل از وقت ہے ۔ لہذا مستحق جواب نہیں ہے مگر چونکہ مجھے آپ کی خاطر عزیز ہے لہذا جواب دئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ سب سے پہلے میں ان فتاوی و تحریرات کو جو اس وقت کے بعض علما سود نے جواز سود میں تحریر کی ہیں ۔ دریا برد یا آگ کے سپرد کروں پھر ان علماء کو معقول وظیفہ دیکر [illegible] یا سا [illegible] نہیں کہ معطل بھیجدوں اور کہوں لا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً پر عمل کر کے جہوٹے فتوے دینے سے تایب ہو کر [illegible] اور عیش کرو اور سود کو حلال [illegible]

نہ کھوؤ اور وہاں کے لوگوں کو حکم دوں کہ کوئی شخص ایسے شکم پرست اور دین فروش علماء سے کسی مسئلہ میں فتوی نہ لے پھر ان ایڈیٹران اخبارات کو جو ان کے جہوٹے اور غلط اقوال ملک میں شائع کرتے ہیں اخبار نویسی سے علیحدہ کر کے بہت سا روپیہ دیکر تجارت کے کام میں لگاؤں اور کہوں کہ انصاف سے کہو کہ روپیہ کا فایدہ سود سے زیادہ ہوتا ہے یا تجارت سے ۔ ایسا ہی ان لوگوں کو جو سود سے روپیہ لیتے دیتے ہیں تجارت پر لگاؤں اور ان کو اور عام لوگوں کو جو سود کا لین دین کرتے ہیں آیات قرآن و احادیث نبویہ و روایات فقہیہ کا وعظ سنا کر سود کے لین دین سے ہٹاؤں

یہ آپکے مغالطات کا اظہار ہے اسی میں آپکے اسلامی بنک پر اظہار رائے ہو گیا ہے کہ آپکا اسلامی بنک تجویز کرنا ایسا ہے جیسے آپ یا کوئی دولت مند خواہ قوم کا اسلامی چکلا یا اسلامی شراب خانہ جاری کرے اس میں اس میں سر مو تفاوت نہیں ہے ۔

ڈپٹی صاحب نے اخبار وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء میں اور پیسہ اخبار ۲۵ اگست ۱۹۰۶ء میں جو فتوی دیدیا ہے (۱) اول یہ کہ سود ایک طے شدہ امر ہے ۔ علماء نے قرآن اور حدیث اور فقہ پر نظر غائر کر کے فتوی دیدیا ہے کہ ہندوستان کا لینا دینا دونوں جایز ہیں ۔ اسلامی سلطنتوں میں بھی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہے اب تحقیقات عدم جواز کے انتظار کرنے کا کوئی موقعہ نہیں پس اب مالدار لوگ روپیہ نکالیں اور [illegible] بنک جاری کریں (۲) ہندوستان کے مسلمانوں کا اسوقت کئی ارب روپیہ بیکار پڑا ہے جس کا کم سے کم چھ کروڑ روپیہ منافع کا ضائع ہوتا ہے اور چھ کروڑ روپیہ ان کا غیر قوموں کے ہاتھ سود میں جاتا ہے (۳) اس منافع کے حاصل کرنے اور اس نقصان سے بچنے کا علاج بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے کہ مسلمان کم سے کم [illegible] سودی بنک دو دو لاکھ کے ہندوستان میں جاری کریں اور خاص لاہور میں پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ کا بنک جاری کریں ۔ جس میں سو سو کے پانچ ہزار حصے ہوں اور اس میں [illegible] دو سو حصے کے خریدار ڈپٹی صاحب [illegible] اور اس سے پیشتر مضمون مشتہرہ وطن نمبر ۲ جلد ۸ میں آپکے بھی لفظ نقصان کا حساب [illegible] ایک بات نمبر ۲ کہی ہے کہ مسلمان اسی [illegible] بیکار [illegible] سودی بنک [illegible] ان کا [illegible]

بھی محض آپ کی مغالطات ہیں جن سے آپ نے مسلمانوں کو دہوکا دیا ہے یا خود دہوکا کہایا ہے ۔

پہلی بات اس لئے محض غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ اب تک کوئی اتفاقی فتوی علماء ہندوستان و عربستان وغیرہ بلاد میں شائع نہیں ہوا ۔ اگر کسی ایک نیچری یا نیم ملا مفتی نے دار الحرب میں حربی اور مسلمان کے مابین سود کو جایز کیا ہے تو اس کے مقابلہ کے دس علماء حنفی اور اہل حدیث اس کے عدم جواز کے مدعی بن گئے ہیں انہوں نے انکار کیا ہے جس کا جواب اس سے بن نہیں پڑا الغرض میجارٹی (جمہوریت) کا اس پر اتفاق نہیں ہوا ۔ ایک مدت سے لاہور میں ایک مخفی کمیٹی چند علماء کی تحقیق مسئلہ سود کے واسطے قایم ہوئی ہے مگر اس کی تحقیقات کا نتیجہ اب تک پبلک میں شائع نہیں ہوا ۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اس کمیٹی کے ممبروں کے نام معلوم ہو جاویں تو ان سے میں بھی خط و کتابت کروں اور ان کو عدم جواز کے دلایل جو میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی تین جلدوں (۱۲ ۔ ۸ ۔ ۱۹) میں شائع کر چکا ہوں ارسال کروں ۔ اس مضمون کا خط بھی اس کمیٹی سے تعلق رکھنے والے اپنے عزیز دوست میاں فضل حسین صاحب بٹالوی بیرسٹرایٹ لا لاہور کے نام لکھا اور ان کے پاس ان تین جلدوں کے متعدد نمبر بھی بھیجدیئے ۔ وہ خط صدر کمیٹی کے پاس پہنچا اور پڑہا گیا اور غالباً وہ نمبر تین جلدوں کے بھی اس کے پاس پہنچے ہوں گے مگر اس کمیٹی میں بھی رائے پاس ہوئی کہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ جاوے اور اس شخص کو اس کمیٹی کی کارروائیوں اور ممبروں سے اطلاع نہ جاوے ایسی چور کمیٹی اور اس کی چوری کارروائی سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سود جواز ثابت کر چکے ہوں یا کریں ۔ میں [illegible] کے دین اور اس کے حامی دین ہونے کے بھروسہ پر نہ اپنی ذاتی علم و لیاقت کے گھمنڈ پر کہتا ہوں کہ اس کمیٹی کا فتوی جواز سود پبلک میں مشتہر ہوا تو میں اس کو ایک منٹ میں اور ایک جملہ سے رد کروں گا انشاء اللہ تعالی بحولہ و قوتہ ۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص ہندوستان یا عربستان وغیرہ بلاد [illegible] جواز سود [illegible] مسلمانوں میں سے دلیل [illegible] [illegible] اقوال فقہاء سے ثابت کر دے دوسری بات [illegible] ہے کہ اکثر مسلمان

ساہوکاروں [illegible] اسلامیہ [illegible] شہروں کے خزانوں میں ان [illegible] کمان سے آگیا [illegible] چھ کروڑ نقصان کا قیاس کر سکتے ہیں ڈپٹی صاحب کا حساب نہیں ہے تو وہ سود دینے والوں کی تعداد کی سند کسی جنٹر ڈکتا ہے تا کہ ہر سال ان کے چھ کروڑ روپیہ کا سود میں جانا ثابت کریں یہ ہم مانتے ہیں کہ ڈپٹی صاحب اور ان کے دولتمند بھائیوں شیخ محمد عمر نو مسلم اور ڈپٹی عبد الرحمن نو مسلم کے پاس بہت روپیہ ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی شامل ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے ایسے ہی اور کچھ مسلمان ہیں مگر کئی ارب روپیہ کہاں اور اسقدر روپیہ پاس ہو بھی تو اس قدر نقصان پر سود دینے کی طاقت کہاں ۔

تیسری بات بھی اس لئے محض مغالطہ ہے کہ سود سے بڑھکر تجارت میں نفع ہے چنانچہ ڈپٹی صاحب نے خود اپنے خط مندرجہ وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ سطر [illegible] میں صاف اقبال کیا اور کہا ہے کہ جو لوگ تجارت میں تجربہ اور روپیہ دو نوں رکھتے ہیں ان کا منافع اس سود کی نسبت زیادہ ہے ۔

اس پر ڈپٹی صاحب اور ان کے ہمخیال اعتراض کریں گے کہ تجارت کیواسطے معاملات تجارتی کی تجربہ کاری اور دیانتداری درکار ہے مسلمان مالدار ایسے لوگ تجربہ کار دیانتدار کہاں سے لائیں اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں سے بنک کیواسطے اور بہت سے ڈائرکٹر تین سو منیجر اور ان کے ماتحت صدہا کارگذار لائیں گے کیا ہندوستان بھر میں بنک کے واسطے تین سو منیجر دیانتدار صدہا کارگذار مل سکیں گے ۔ اور تجارت کے واسطے نہ ملینگے ۔ [illegible] تجربہ کار تجار سودی کافی ہوں گے جو بنک سے سودی روپیہ لیکر خود تجارت کریں گے ۔ یہ بات قابل تسلیم نہیں ہے اور کوئی منصف مزاج نہ مانیگا کہ بنک کیواسطے دیانتدار منیجر اور بنک سے روپیہ لیکر تجارت کرنے والے تجربہ کار تاجر تو بہت ملیں گے مگر جس صورت اور حالت میں کہ مسلمان مالدار اپنا روپیہ تجارت کے واسطے ایک کمیٹی یا چند کمیٹیوں کے حوالہ بطور شرکت یا مضاربت کر دیں تو اس صورت میں کمیٹی کو کوئی دیانتدار اور تجربہ کار آدمی نہ ملے گا ۔

باقی آیندہ

اہلحدیث کی ایک اور دینی خدمت

اس سے پہلے ناظرین الحکم نے اخبار اہلحدیث کی ادن خدمات کا تو اعتراف کر ہی لیا ہوگا جو کہ ہم نے الحکم نمبر ۲۹ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷- اگست ۱۹۰۶ء میں ذکر کر کے توجہ دلائی تھی اور ثابت کیا تھا کہ اخبار اہلحدیث کے ایڈیٹر میاں ثناء اللہ صاحب امرتسری کسی طرح بھی اپنے ان مقاصد و اغراض میں کچے اور بودے نہیں ہیں کہ دین اسلام و سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔ اور کہ مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمت کرنا"۔ اگرچہ ان خدمات کے اعتراف کرنے کا تو بارہا ہمکو موقع ملا ہے مگر بعض بعض موقعے نہایت ہی قابل قدر میسر آجاتے ہیں۔ اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس موقع کو جو ہمدست میسر آیا ہے عزت کی نظر سے دیکھکر انکی قدر کر کے مولوی صاحب کی داد دیں اور دکھلا دیں کہ دینی حمایت و اشاعت کا مدعی فاضل کہانتک کوشش و محنت سے سرگرمی دکھاتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے فاضل مذکور کے دماغ میں ڈاکٹر عبد الحکیم کے مرتد ہونے سے یہ سمایا ہے کہ دراصل جس نبوت کے مدعی کے پیروؤں میں سے مرتد ہو جاویں وہ جھوٹا نبی ہوتا ہے چونکہ دلپر آئی ہوئی بات اور یقین میں جگہ پکڑا ہوا اعتقاد چھپ نہیں سکتا اسلئے جناب مولوی صاحب نے بلا خوف و خطر مرد میدان بن کر ایک مجلس میں ظاہر بھی کر دیا جسکا ذکر اونکے ایک مداح نے اخبار اہلحدیث نمبر ۔۔ جلد ۔۔ میں چھپوا کر مولوی فاضل کے اعتقاد کی قلعی کہولدی۔

اس بیان کو پڑھکر سیرت انبیاء اور قرآن و حدیث و تاریخ کے واقفوں کو سخت تعجب و افسوس ہوا اور فاضل کی لیاقت اور قرآن و حدیث دانی پر آٹھ آٹھ آنسو نکل آئے کہ یہ کسطرح کا مولوی ہے جو نہ صرف قرآن و حدیث سے ہی انکار و فرار کرتا ہے بلکہ تواتر کا بھی منکر ہے چنانچہ اس کی تردید میں کئی ایک مضمون نکلے جس میں بڑی زور و شور سے ثابت کیا گیا کہ سنت اللہ انبیاء کے ساتھ یہی ہے کہ بعض دل کے کچے اور مردار دنیا سے محبت رکھنے والے ضرور بالضرور مرتد ہو جاتے ہیں نیز ادن لوگوں کے نام بتلائے گئے جو مرتد ہوئے ہیں اور تاریخ سے بھی ثبوت دیکر دکھلایا گیا کہ آنحضرت صلعم کے وقت کس قدر مسلمان مرتد ہوئے تھے یہانتک کہ مدینہ پر حضرت اقدس سیدنا ابوبکر علیہ السلام کے مبارک وقت میں حملہ کر کے مسلمانوں کو مٹا دینے کی ٹھان لی تھی۔ اور یہ ایک ایسا معقول ثبوت اور تسلی بخش جواب تھا کہ مولوی فاضل کا قافیہ تنگ ہو گیا اور کچھ جواب نہ بن آیا۔ ارے میاں! جواب بن ہی کیسے آتا وہ تو دلسے اس بات کا قائل ہی ہے کہ ایسے نبی جنکے پیرو مرتد ہوں جہوٹے ہوتے ہیں پھر وہ جواب کیا خاک دیتا!! ہان یہ بات ضرور تھی کہ علانیہ اقرار کرنا درست نہ تھا کیونکہ ایسا کہنا مصلحت کے خلاف تھا اور کہ مبادا پھر نہ کفر کا فتویٰ ٹھوکا جاوے جس کے محو کرنے کے لئے اون سے ناخون تک زور لگایا مگر پھر بھی ناکام اور نامراد رہا یعنے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب نے ہم کو ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ میں اپنے اربعین والے فتوے پر قائم ہوں۔ جس سے ہمارے نزدیک مولوی جی کا اتنی کوشش کرنا اور کلام المنین کی تالیف و تصنیف کا ناگوار بوجھ برداشت کر کے شائع کرنا کرایا رائیگان گیا۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔

اس کے بعد ہمارے دوست جناب سید قاسم علی صاحب دہلوی نے (جو حال میں اندھے پادری کو شکست فاش دے چکے ہیں) مولوی جی کی خدمت کرنی شروع کر دی اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیچارہ مولوی گھبرا گیا اور بقول اس کے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا یہی مناسب سمجھا (اپنے مافی ضمیر پر قیاس کر کے) کہ ان تمام باتوں کا جواب بطور خود کے یوں ہونا چاہئے کہ ثابت کیا جاوے کہ گویا نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد جناب مولانا شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم حضرت اقدس علیہ السلام سے دلی عقیدت نہیں رکھتے۔ کیوں نہ ہو ایسا ہوتا ہے بقول آنکہ ساون کے اندھے کو سب کچھ ہرا ہی نظر آتا ہے۔ چونکہ آپکا اعتقاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صرف نمائش ہے جو کا ثبوت آپنے ایک بہری مجلس میں دیا تھا جسکا ذکر اخبار اہلحدیث نمبر ۔۔ جلد ۔۔ میں ہے بنا برین آپ نے یقین کر لیا کہ شاید جسطرح کہ میں ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے ایسا اعتقاد رکھتا ہوں کہ جس سے آنحضرت صلعم کی صداقت پر زد پڑتی ہے اس لئے شاید ایڈیٹر الحکم بھی ایسا ہی ہو۔ علاوہ ازیں فاضل نے اپنے آپ کو نیز اپنے ہم مشربوں اور مداحوں کے یہودی ہونے کا بھی ثبوت دیدیا ہے جو کہ اخبار اہلحدیث نمبر ۔۔ جلد ۔۔ صفحہ ۔۔ کالم ۔۔ میں باین الفاظ موجود ہے کہ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی تحسبہم جمیعًا و قلوبہم شتی وہ ہمارے حق میں ہے واہ خوب ایکیوں نہ ہو؟ سچ ہے جادو وہ ہے جو سر چڑھکے بولے اجی حضور ہم تو آپ پہلے اور آپکے ہم مشربوں اور مداحوں اور طرفداروں پہ اونکی وجہ سے یہ ایمان لا کر حق الیقین تک پہنچ چکے ہیں جس دن سے آپ نے خدا کے صادق رسول حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب علیہ السلام سے انکار و فرار کر کے یہود کے علماء کی طرح اونپر جرح و قدح کرنا شروع کیا ہے بلکہ یہ بات ضرور تھی کہ آپ اقرار باللسان ہمارے ہاتھ بجا موجود نہ تھا سو آپنے نہایت مہربانی کہ جو اسکا مدرستی ہوئیں و ہو اس اعلان کر دیا کہ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی وہی آپ کے حق میں ہے مگر تعجب ہے تو صرف یہ ہے کہ آپ یہودی تو بنگئے اور اوسکا اقرار بھی کر دیا مگر مسیح کیلئے کسی اور زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں حالانکہ یہودیت نے آپ پر اور آپکے ساتھیوں پر اسوقت اسقدر گہرا اثر کیا ہے کہ حق بات بھی نظر نہیں آتی جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت یہود کے فریسیوں اور فقیہوں کا حال تھا اوس سے کم نہ تو آپ کسی قدر کم ہیں اور نہ وہ آپسے کسقدر زیادہ تھے بہرکیف اس طرح اعلان کر دینا ہی مفید ہے کیونکہ اس سے نتیجہ نکالنے والا آخرکار نتیجہ ضرور نکال ہی لیگا کہ جب آپ یہودی ہوگئے باوجود امت محمدیہ صلعم کے پیرو کہلانیکے تو مسیح کیوں اسرائیلی آوے؟ اسلئے ثابت ہوا کہ مسیح بھی دراصل ایسی امت میں سے آنا تھا جو آگیا او وہ بھی اوسوقت کہ جسوقت یہ امت یہود کی مانند ہو جاویگی اور اسکی علماء بالکل یہودیوں کی فریسیوں اور فقیہوں کا سا لباس پہنکر جلوہ گر ہونگے اور یہی آنحضرت صلعم نے پیشگوئی بھی کی تھی جسکا اس حدیث میں بھی ذکر ہے کہ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من قبلکم شبرًا بشبر و ذراعًا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لتبعتموہم قیل یا رسول اللہ الیہود و النصاریٰ قال فمن متفق علیہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم چلو گے راہ پر اگلوں کی بالشت بالشت اور گز بگز یہانتک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں گھسے تو تم بھی انہیں کی پیروی کرو گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اگلوں سے یہود و نصاریٰ ہیں فرمایا حضرت اور کون ہیں روایت کی اسکو بخاری اور مسلم نے متفق اللفظ غرض یہ ایک بڑی مفید بات ہوئی کہ خود ہی اپنے اخبار کے ذریعہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کا حال بیان کر دیا ہو بہی بات ہے کہ سچی بات آخرکار منہ سے نکلے بدون نہیں رہ سکتی بعد یہ تو اب اقرار صالح ایک مجلس میں کر چکے ہی ہیں کہ جہوٹے نبی کی ایک بڑی نشانی یہی ہے کہ اوسپر ایمان لا کر کوئی ایک مرتد نہیں ہوتا اور اسلئے ممکن ہے کہ مدعی حمایت و اشاعت دین اسلام و سنت نبی علیہ السلام کے دلمیں جبکہ قرآن و حدیث و تواتر سے دکھلایا گیا کہ ثابت کیا گیا کہ آنحضرت صلعم کے قبیلے کے قبیلے مرتد ہو چکے ہیں اور اب بھی بعض عقل کے اندھے ہو رہے ہیں آنحضرت صلعم کی صداقت کی نسبت یقینی طور پر شک پڑ گیا ہوگا اور اسکا ثبوت اسطرح بھی ملتا ہے کہ اونہوں نے ان امور کی نسبت اپنے اخبار میں کچھ بھی لکھنے کی جرات نہ کی اور اس عدم ثبوت سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ دراصل اونکے دلمیں آنحضرت صلعم کے وقت قبیلے کے قبیلے مرتد ہو جانے سے ضرور بالضرور شک پڑ گئے ہونگے کیونکہ اگر شک نہ پڑے ہوتے تو کم سے کم کچھ تو وہ اپنے زبان اور قلم سے اپنے مافی الضمیر کا حال کہتے مگر اوس سے کچھ بھی نہو سکا اسلئے ثابت ہوا کہ اونکا یہی ایمان ہے جو اونہوں نے ایک بہری مجلس میں ظاہر کیا اور اسطرح آنحضرت صلعم پر انکا ایمان صرف نمائشی ہے اور اس نمائشی ایمان کا اظہار شیخ یعقوب علی صاحب کے پیرایہ میں لوگوں کے آگے پیش کرنا مناسب خیال کیا کیونکہ یہ تو ممکن ہے کہ آپ علانیہ طور پر وہ ظاہر کرتا کہ میرا یہ ایمان ہے کہ نبی کے ماننے والوں میں مرتد ہونا جھوٹا نبی ہونا ہے اور اسلئے آنحضرت صلعم کی صداقت میں مجھکو شک ہو گیا تو دھرم پال مرتد کیطرح اسکی بھی گت بنتی اور ایسی تو دھرم پال مرتد کی کتابوں کے اوسنے سیدھے جواب دیکر ٹھیک سیدھے سیدھا ہے پھر اسکی تردید میں لوگ ٹھکے سیدھے کرتے اسلئے بقول اسکے کہ سانپ بھی مر جاوے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یہ تدبیر کی کہ اپنے مافی الضمیر کا حال اس پیرایہ میں پیش کیا جاوے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ شیخ یعقوب علی صاحب سے کوئی ایسی بات اعلانیہ یا غیر علانیہ طور پر نہیں آئی جیسے کہ میاں ثناء اللہ صاحب سے کہ علانیہ طور پر ایک بہری مجلس میں ۔۔۔ نہ کہے شاباش! شاباش!! شاباش!!! این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ خاکسار محمد حسین از لاہور چھاؤنی

کہ وہ ربوا تو ہے۔ مگر جایز رکھا ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہین کہ وہ حقیقۃً ربوا ہی نہیں ہے اور وہان قضیہ سالبہ بسبب موضوع ہے نہ موضوع کے وجود سے سلب محمول کے ساتھ۔ جو لوگ فقہ پڑھکر ان صورتون کو ربوا محرم سے مستثنیٰ سمجھتے ہین انہون نے فقہ پڑھکر اس کو ڈبو دیا۔ اور اپنے علم وفہم کو کھو دیا ہے۔ ہان سود دینے کو فقہ مین بحالت اضطرار جایز رکھا ہے مگر اضطرار کے جو معنے ہین۔ وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ جان یا ایمان جانیکا خوف ہو تو صورت اضطرار پیدا ہوتی ہے۔ روپیہ بڑھانے اور وضع امیرانہ قایم رکھنے کے لئے سود لینا اس مین داخل نہین ہے۔

(سوال ۹ و ۱۰) سود مروجہ عرب اور حال کے مروج بنکون مین کبھی مقابلہ کیا ہے اور ہنڈوی وغیرہ کے مفہوم کو سوچا ہے (جوابات ۹ و ۱۰) لیجئے نہ صرف ان صورتون کو سوچا اور ان کا مقابلہ کیا بلکہ ان کے مفہومات اور مراتب کا فیصلہ کر کے شایع کر دیا۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہون۔ آپ لوگ میرے رسالہ کو ملاحظہ نہین کرتے یا تجاہل عارفانہ عمل مین لاتے ہین۔

(سوال ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) وکیل بیرسٹر عرضی نویس منصف جج سودی تحریرین لکھنے اور سودی ڈگریان دینے سے گنہگار رہتے ہین؟ کیا آپ یا کوئی اور منصف اس سے بچ سکتا ہے (جواب) مین کیا کہون خدا تعالےٰ فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اور اس کا رسول فرماتا ہے۔ مقدمات سود کے لکھنے والے بھی ملعون اور اگر کوئی بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے وکیل عرضی نویس تو آزاد و مختار ہین منصف و جج بھی اگر چاہین تو وعدہدار کو فہمایش کر کے سود چھوڑ دینے پر راضی کر سکتے ہین۔ جو قانوناً بھی جایز ہے۔

(سوال ۱۵) آپ بادشاہ ہو جاوین تو سود رکھنے کے لئے کیا حکم جاری کرین (جواب ۱۵) یہ سوال قبل از وقت ہے۔ لہذا مستحق جواب نہین ہے مگر چونکہ مجھے آپ کی خاطر عزیز ہے لہذا جواب دئے بغیر نہین رہ سکتا۔ سب سے پہلے مین ان فتاوی و تحریرات کو جو اس وقت کے بعض علماء سوء نے جواز سود مین تحریر کی ہین۔ دریا برد یا آگ کے سپرد کر دون پھر ان علماء کو معقول وظیفہ دیکر تاکید کر دون کہ آیندہ ایسا ہرگز نہین کیا معظمہ پہنچیدون اور کہون لا تشتروا باٰیاتی ثمناً قلیلا پر عمل کر کے جھوٹے فتوے دینے سے تایب ہو کر بقیہ عمر یاد الہی میں بسر کرو اور عیش کرو اور حرام کو حلال بنا کر نہ کھاؤ [illegible]

نہ کھوؤ اور وہان کے لوگون کو حکم دون کہ کوئی شخص ایسے شکم پرست اور دین فروش علماء سے کسی مسئلہ مین فتوی نہ لے۔ پھر ان ایڈیٹران اخبارات کو جو ان کے جھوٹے اور غلط اقوال ملک مین شائع کرتے ہین اخبار نویسی سے علیحدہ کر کے بہت سا روپیہ دیکر تجارت کے کام مین لگا دون اور کہون کہ انصاف سے کہو کہ روپیہ کا فائدہ سود سے زیادہ ہوتا ہے یا تجارت سے۔ ایسا ہی ان لوگون کو جو سود سے روپیہ لیتے دیتے ہین تجارت پر لگا دون اور ان کو اور عام لوگون کو جو سود کا لین دین کرتے ہین آیات قرآن و احادیث نبویہ و روایات فقہیہ کا وعظ سنا کر سود کے لین دین سے ہٹا دون

یہ آپکے مغالطات کا اظہار ہے اسی مین آپکے اسلامی بنک پر اظہار رائے ہو گیا ہے کہ آپکا اسلامی بنک تجویز کرنا ایسا ہے جیسے آپ یا کوئی دولت مند خواہ قوم کا اسلامی چکلا یا اسلامی شرابخانہ جاری کرے اس مین اس مین سر موئے تفاوت نہین ہے۔

ڈپٹی صاحب نے اخبار وطن ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۸ء مین اور پیسہ اخبار ۲۵ اگست سنہ ۱۹۰۸ء مین جو [illegible] دیدیا ہے (۱) اول یہ کہ سود ایک طے شدہ امر ہے۔ علماء نے قرآن اور حدیث اور فقہ پر نظر غائر کر کے فتوی دیدیا ہے کہ ہندوستان کا لینا دینا دونون جائز ہین۔ اسلامی سلطنتون مین بھی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہے اب تحقیقات عدم جواز کے انتظار کرنے کا کوئی موقعہ نہین پس اب مالدار لوگ روپیہ نکالین اور [illegible] بنک جاری کرین (۲) ہندوستان کے مسلمانون کا اسوقت کئی ارب روپیہ بیکار پڑا ہے جس کا کم سے کم چھ کروڑ روپیہ منافع کا ضائع ہوتا ہے اور چھ کروڑ روپیہ ان کا غیر قومون کے ہاتھ سود مین جاتا ہے (۳) اس منافع کے حاصل کرنے اور اس نقصان سے بچنے کا علاج بجز اس کے اور کوئی نہین ہے کہ مسلمان کم سے کم تین سو سودی بنک دو دو لاکھ کے ہندوستان مین جاری کرین اور خاص لاہور مین پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ کا بنک جاری کرین۔ جس مین سو سو کے پانچہزار حصے ہون اور اس مین سے [illegible] دو سو حصے کے خریدار ڈپٹی صاحب ہونگے اور اس سے پیشتر مضمون مشتہرہ وطن نمبر ۹ جلد ۱۴ مین آپنے یہی نفع نقصان کا حساب مذکور لکھا کہ ایک بات نمبر ۴ کہی ہے کہ مسلمان اسی سبب سے کنگال ہو رہے ہین کہ ان کا روپیہ بیکار پڑا ہے۔ سودی بنک کریں تو ان کا [illegible]

بھی محض آپ کی مغالطات مین جن سے آپنے مسلمانون کو دہوکا دیا ہے یا خود دہوکا کھایا ہے پہلی بات اس لئے محض غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ اب تک کوئی اتفاقی فتوی علماء ہندوستان و عربستان وغیرہ بلاد میں شائع نہین ہوا۔ اگر کسی ایک نیچری یا نیم ملا حنفی نے دار الحرب مین حربی اور مسلمان کے مابین سود کو جایز کیا ہے تو اس کے مقابلہ کے دس علماء حنفی اور اہل حدیث اس کے عدم جواز کے مدعی بن گئے ہین انہون نے انکار کیا ہے جس کا جواب اس سے بن نہین پڑا الغرض میجارٹی (جمہوریت) کا اس پر اتفاق نہین ہوا۔ ایک مدت سے لاہور مین ایک مخفی کمیٹی چند علماء کی تحقیق مسئلہ سود کے واسطے قایم ہوئی ہے مگر اس کی تحقیقات کا نتیجہ اب تک پبلک مین شایع نہین ہوا۔ مین نے بہت کوشش کی کہ اس کمیٹی کے ممبرون کے نام معلوم ہو جاوین تو ان سے مین بھی خط وکتابت کرون اور ان کو عدم جواز کے دلایل جو مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی تین جلدون (۱۲ - ۱۸ - ۱۹) مین شائع کر چکا ہون ارسال کرون۔ اس مضمون کا خط بھی اس کمیٹی سے تعلق رکھنے والے اپنے عزیز دوست میان فضل حسین صاحب بٹالوی بیرسٹرایٹ لا لاہور کے نام لکھا اور ان کے پاس ان تین جلدون کے متعدد نمبر بھی بھیجدئے۔ وہ خط صدر کمیٹی کے پاس پہنچا اور پڑھا گیا اور غالباً وہ نمبر تین جلدون کے بھی اس کے پاس پہنچے ہون گے مگر اس کمیٹی مین بھی رائے پاس ہوئی کہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ جاوے اور اس شخص کو اس کمیٹی کی کارروائیون اور ممبرون سے اطلاع دی نہ جاوے ایسی چور کمیٹی اور اس کی چوری کارروائی سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سود جواز ثابت کر چکے ہون یا کرین۔ مین خدا تعالیٰ کے دین اور اس کے حامی دین ہونے کے بھروسہ پر نہ اپنی ذاتی علم ولیاقت کے گھمنڈ پر کہتا ہون کہ اس کمیٹی کا فتوی جواز سود پبلک مین مشتہر ہوا تو مین اس کو [illegible] اور ایک ہفتہ مین رد کر دون گا انشاء اللہ تعالیٰ بحولہ وقوتہ۔ ممکن نہین ہے کہ کوئی شخص ہندوستان یا عربستان وغیرہ بلاد [illegible] جواز سود [illegible] مسلمانون مین سے دلیل کتاب سنت و اقوال فقہاء سے ثابت کر دے [illegible] [illegible] کہ اکثر مسلمان

[illegible] اسلامیہ [illegible] شیبہ کے [illegible] کسان سے آگے بار [illegible] نفع اور چھ کروڑ نقصان کا قیاس کر سکتے ہین ڈپٹی صاحب کا حساب نہین ہے تو وہ سود دینے والون کی تعداد کی سند کسی رجسٹر د کتاب سے بتا کر ہر سال ان کے چھ کروڑ روپیہ کا سود مین جانا ثابت کرین یہ ہم مانتے ہین کہ ڈپٹی صاحب اور ان کے دوست بہائیون شیخ محمد عمر نومسلم اور ڈپٹی عبد الرحمن نومسلم کے پاس بہت روپیہ ہے جس مین [illegible] اور حقوق العباد بھی شامل ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد ارب ہون تک پہنچ گئی ہے لیکن ایسے ہی اور [illegible] مسلمان ہین مگر کئی ارب روپیہ کہان اور اسقدر روپیہ پاس ہو بھی تو اس قدر نقصان پر سود دینے کی طاقت کہان۔

تیسری بات بھی اس لئے محض مغالطہ ہے کہ سود سے بڑھکر تجارت مین نفع ہے یہ خود ڈپٹی صاحب نے خود اپنے خط مندرجہ وطن ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۲ کالم ۱ سطر ۱۴ مین صاف اقبال کیا اور کہا ہے کہ جو لوگ تجارت مین تجربہ اور روپیہ دونو کا منافع ہے وہ سود کی نسبت زیادہ ہے

اس پر ڈپٹی صاحب اور ان کے ہمخیال اعتراض کرین گے کہ تجارت کیواسطے معاملات تجارتی کی تجربہ کاری اور دیانتداری درکار ہے [illegible] مالدار ایسے لوگ تجربہ کار دیانتدار کہان لائین اس کا جواب یہ ہے کہ جہان سے بنک کیواسطے اور بہت سے ڈائرکٹر تین سو مینجر اور ان کے ماتحت صدہا کارگذار لائین گے کیا ہندوستان بھر مین بنک کے واسطے تین سو مینجر دیانتدار صدہا کارگذار مل سکین گے۔ اور تجارت کے واسطے نہ ملینگے۔ [illegible] تجربہ کار تجار سودی کافی ہون گے جو بنک سے سودی روپیہ لیکر خود تجارت کرین گے۔ یہ بات قابل تسلیم نہین اور کوئی منصف مزاج نہ مانیگا کہ بنک کیواسطے دیانتدار منیجر اور بنک سے روپیہ لیکر تجارت کرنے والے تجربہ کار تاجر تو بہت ملین گے مگر جس صورت اور حالت مین کہ مسلمان مالدار اپنا روپیہ تجارت کے واسطے ایک کمیٹی یا چند کمیٹیون کے حوالہ بطور شرکت یا مضاربت کر دین تو ان [illegible] مین کمیٹی کو کوئی دیانتدار اور تجربہ کار [illegible] نہ ملے گا۔

باقی آیندہ

ایک بے نظیر خط جو آپ کے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جنمیں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران۔ تاجران۔ حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں۔

جتنے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبیح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جسمیں آلہی شہادت موجود ہے

اپنی نوع کا نرالا اور شائد دنیا میں پہلا خط اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے

از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں ایک مدت سے آپ کا اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے سخت نفرت ہے اسواسطے میں ہمیشہ اسکو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا مجھے اس کے خریدنے کیطرف اپنے مولا کریم کیطرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اس کا استعمال کرنا چاہیئے۔ لہذا عرض یہ ہے کہ بدیدن کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی پی۔ پارسل ارسال فرمائیں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا برادرم حکیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی یہانتک کہ تحصیلدار صاحب کو وہ اشتہار دکھایا گیا۔ اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب سے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لہذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیجدیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

[illegible] میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔